ماہنامہ الحقیقہ پاکستان
مجلہ
شمارہ 8 - جلد 12
مئی 2012ء، جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ

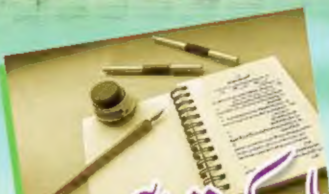


عقائدِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مسلکِ سیدنا حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خدارا انصاف کیجیے

موجودہ فرقہ واریت کے حوالے سے
حضور مفکرِ اسلام کی پُردرد تحریر



نظامِ تعلیم کی تباہی

مسائلِ دینیہ

دورِ حاضر کے مسائل کا قرآن و حدیث
کی روشنی میں مدلّل حل

اسلام اور پاکستان

کے خلاف گہری سازش

فہرست

نعت شریف

نبی کے نام لیواؤں کو گھبرانا نہیں آتا
جو ان کا ہے اسے غیر سے ڈر جانا نہیں آتا

اسیر گیسوئے واللیل کتنا مست و بے خود ہے
سر محشر بھی اس کو ہوش میں آنا نہیں آتا

لگائیں گے سر مقتل بھی ہم نعرہ رسالت کا
سر منبر ہی ہم کو وعظ فرمانا نہیں آتا

یہ کلمہ کیا ہے اک عہد وفا ہے اور مومن کو
وفا کا عہد کر کے پھر مکر جانا نہیں آتا

بفیض شیخ آسیؔ نعت تو لکھتا ہے آقا کی
زمانے بھر کا کوئی فن اسے مانا نہیں آتا

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

یونس-٦٣

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمة الحقیقه — اداریہ

نظام تعلیم کی تباہی

سعید آسوی کے قلم سے

روزنامہ ''نوائے وقت'' (29 اپریل 2012ء) کی ایک خبر ملاحظہ فرمایئے:

''پشاور یونیورسٹی نے ملعون رشدی کی دو کتابیں ''مڈنائٹ چلڈرن'' اور ''شیم'' پی ایچ ڈی اور ایم فل کے نصاب میں شامل کر دی ہیں۔ مذکورہ دونوں کتابوں میں متنازعہ مواد شامل ہے''۔

یہ ملعون رشدی وہی ہے جس نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان اقدس میں ہرزہ سرائی پرمبنی کتاب لکھ کر یہود وہنود سے داد تحسین پائی تھی۔ تاہم عقل وفکر یہ بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ایک اسلامی ملک کے اندر لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو محمد رسول اللہ (جل مجدہ فصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے منکر میں کیا نظر آیا کہ اس کی کتاب کو داخل نصاب کرلیا۔ آخر پختون کی غیرت کہاں چلی گئی؟ وہاں کی اے این پی کی حکومت ضرور شیطان کی پیروکار ہے جس نے نصاب مرتب کرتے وقت دنیا کے مکروہ ترین، غلیظ ترین اور گستاخ ترین شخص کے افکار ونظریات کو جگہ دی۔ حالانکہ سلمان رشدی ملعون عام انگریزی ادبیات میں کوئی مقام نہیں رکھتا۔ چہ جائیکہ اس کی کتابوں کو انگریزی کی ادبیات عالیہ میں جگہ دی جاسکے۔ ایک اسلامی نظریاتی ملک میں ایسا نہیں ہوسکتا۔ خیبر پختون خواہ کی حکومت ان دونوں کتابوں کو اپنے 'اخراج' سے قبل نصاب سے خارج کرے۔

یوں تو ایک عرصہ سے چند دیدہ ونادیدہ قوتیں پاکستان کے نظام تعلیم کو تباہ کرنے اور اسلام کش بنانے کے درپے ہیں تاہم گذشتہ چند ماہ سے ان ناپاک کاوشوں میں تیزی آچکی ہے۔ صرف دو مزید جھلکیاں ملاحظہ کیجئے، پہلے بھی کسی اداریئے میں ان کا تذکرہ ہو چکا۔

☆...... پنجاب پبلک سروس کمیشن نے کالجز میں اسلامیات کے لیکچرر کی تعیناتی کے لئے، لئے جانے والے تحریری امتحان کے نتیجے کا اعلان کیا تو اس فہرست میں 17 ایسے نام تھے، جن کے سامنے "Non Muslim" لکھا تھا۔ حالانکہ یہ نام مسلمانوں والے تھے یعنی

محمد، حسین، حافظ، زینب وغیرہ اور ظاہر ہے کہ یہ قادیانیوں کے سوا اور کون ہوسکتے ہیں۔ (صدر و وزیر اعظم اور گورنر و وزیر اعلیٰ نیز چیئر مین و اراکین پنجاب پبلک سروس کمیشن جواب دیں کہ پاکستانی نوجوانوں کا فکری و نظریاتی جنازہ نکالنے کے لئے یہ دور کی کوڑی کون لایا کہ اسلامیات جیسا مضمون بھی اب قادیانی پڑھائیں۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

تاہم دورِ حاضر کے فرعونوں کو یہ سوجھ گئی۔ یقیناً یہ فرعون اس فرعون سے بدتر ہیں)

☆......لاہور میں ایک گرلز کالج کی اسلام بیزار انتظامیہ کی طرف سے طالبات کے لئے 'میوزیکل کنسرٹ' منعقد کیا گیا۔ اس میں بھگدڑ سے چند لڑکیاں جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور متعدد زخمی ہوئیں (ان لڑکیوں کا جانی نقصان قابل افسوس مگر زیادہ افسوس ان والدین پر جو اتنے 'فارورڈ' ہو گئے کہ اپنی جوان بچیوں کو اس طرح کی حرام 'تفریحات' کا عادی بنانے لگے۔ پھر اسلامی جمہوریہ میں ناچ گانے کی تفریحات کی اجازت دینے والے بیمار ذہنیت کے عناصر کو کھلی چھوٹ کس نے دی؟)

پھر سکولوں کالجوں کے طلباء و طالبات میں کچھ عرصے سے ایک نئی بیماری زور پکڑ رہی ہے، جس نے ان کی تعلیم، فکر، اعتقاد، اخلاقیات اور حیاء کا جنازہ نکال کر رکھ دیا ہے اور وہ ہے گھنٹوں ایک دوسرے سے 'ایس ایم ایس' اور 'کال پیکجز' کے ذریعے ہمکلام رہنا۔ جہاں وقت اور کام کا زبردست نقصان ہو رہا ہے وہاں ''سب کہہ دو'' کے تحت بات کرنے کی مادر پدر آزادی عام سی بات سمجھی جاتی ہے۔ حالانکہ حدیث پاک کے مطابق مومن فحش گو نہیں ہوسکتا نیز منہ سے نکلی ہر بات کے لئے بندۂ مومن اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہے۔ چنانچہ خوب اچھی طرح سمجھ لے کہ کہیں زبان کا ''چسکا'' پورا کرتے کرتے نامۂ اعمال تو سیاہ نہیں کر بیٹھا؟ بالخصوص ایسے ادارے جہاں مخلوط تعلیم کا مکروہ نظام جاری ہے اور کتاب وسنت کی صریح تعلیمات کے برعکس میل جول پر کوئی پابندی نہیں، وہاں ہولناک قسم کے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔

المختصر! سکولوں اور کالجوں میں تعلیم کے نام پر عموماً کیا ہو رہا ہے اور جو نسل یہاں پروان چڑھ رہی ہے، اسے کیا تربیت مل رہی ہے۔ دورِ غلامی میں اگر اندازِ تعلیم وتربیت کا مقصد ذہنی وفکری غلامی کی نشو ونما تھی، تو قابل فہم ہے، اگر اب ہم آزاد ہو کے بھی غلامانہ طور طریقوں کو سینے سے لگائیں اور ہمارے تعلیمی اداروں میں سچے مسلمان، سچے پاکستانی تیار ہونے کے بجائے تہذیب حاضر کے رسیاء مادر پدر آزاد اور عیاشی وفحاشی کے دلدادہ جوان تیار ہوں بلکہ گستاخانِ رسول کی تحریروں کو داخل نصاب کیا جائے اور مرزائیوں کو 'استاذ' کے منصب پر بٹھا دیا جائے تو

وائے برما، وائے بر احوال ما

میرے حضور، قبلہ عالم، میرے خطاپوش، میرے عطاپاش، محسن ومربی، حضور مفکر اسلام قدس سرہ النورانی کا فرمان عالیشان سنئے:

''ہماری تربیت کی نہج ہی یہ ہونی چاہئے کہ ہمیں اپنے خدا سے، اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے، اپنے دین سے، اپنی تہذیب سے اور اپنے نظام وقانون سے شدید محبت ہو۔ سائنس کی تدریس خصوصی طور پر اسلام کی حقانیت کے دلکشا جلوے دکھانے کے لئے کرائی جائے، حکمت وفلسفہ سے قرآنی تعلیمات کی برتری کا درس دیا جائے، زبانیں سکھا کر دین حق کے بلند نظر مبلغ پیدا کئے جائیں۔ مگر افسوس صورتحال اس کے برعکس ہے''

آخر ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ تعلیمی اداروں کے منتظم اور اساتذہ عموماً خود اس فکر سے عاری ہیں۔ جب معمار قوم ہی تعمیر سے مخلص نہیں تو کسی اور سے کیا گلہ۔ پڑھانے والے متقی اور صالح ہوں گے تو پڑھنے والے بھی تقویٰ واصلاح سے مالا مال ہوں گے۔ اساتذہ دین وایمان کے نگہبان ہوں گے تو تلامذہ کا دین وایمان بھی بچ جائے گا۔ تربیت دینے والے اگر جذبۂ عشق خدا اور رسول جل جلالہ فصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سرشار ہوں گے تو لامحالہ تربیت حاصل کرنے والے بھی جذبۂ قربانی وجذبہ جہاد سے مخمور ہوں گے۔

کاش ہم اپنی آنکھوں سے وہ مبارک دن دیکھ سکیں جب ارض پاک میں ''نظام پاک'' نافذ کر کے خدا اور رسول جل جلالہ فصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خاص رحمتوں کے سائے نصیب ہوں اور ہر دشمن خدا اور رسول جل جلالہ فصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہاں سے دیس نکالا ملے۔

خدا کے فضل سے ہر سمت جب عرفاں کی ضو ہوگی
وہ صبح نور ہی آتی ہماری صبحِ نو ہوگی

......☆☆☆......

﴿ختم نبوت تربیتی کورس﴾

☆...... بحمدہ تعالیٰ جامع مسجد کمی نارووال میں خیر الامام فاؤنڈیشن کے زیر انتظام 10 روزہ ختم نبوت تربیتی کورس نازش اہل سنت، مخدوم اہل طریقت پیر سید کرامت علی حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی زیب سجادہ لاثانی کی سرپرستی میں ہوا۔ جس میں خصوصی کاوش مفتی احمد سعید طفیل صاحب اور علامہ محمد سلیم فیضی صاحب کی تھی۔ اس پروگرام کو اہلیان نارووال نے بہت زیادہ سراہا اور لوگوں مرزائیوں کیساتھ مکمل بائیکاٹ کا اعلان کیا۔

﴿تعزیت نامہ﴾

☆...... عزت مآب جناب غلام رسول وانی صاحب (چیف آرگنائزر شیران اسلام پنجاب) کے صاحبزادے قضائے الٰہی سے وفات پاگئے ہیں۔ شیران اسلام کا ہر عہدیدار اس المناک سانحے پر پُرنم ہے۔ خدائے بزرگ وبرتر مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور جناب غلام رسول وانی صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

☆...... جناب حافظ محمد اظہر نعیم صاحب کی خالہ محترمہ قضائے الٰہی سے اسلام آباد میں انتقال فرما گئی ہیں اور خالہ زاد بہن لاہور میں انتقال فرما گئی ہیں۔ اللہ کریم ان کو غریق رحمت کرے۔ (عدنان پٹھان)

میں آپ کو آپ کے ایمان کا واسطہ دیتا ہوں

خدارا انصاف کیجئے

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درج ذیل سوالات کو غور سے پڑھ کر ٹھنڈے دل سے فیصلہ کریں، کیا واقعی یہ طرز تحریر مناسب ہے؟

۱...... کیا مومن کے لئے اللہ کے بعد سب سے بڑے محبوب و مکرم حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ نہیں ہیں اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ کی محبت جان ایمان اور آپ کی تعظیم علامت ایمان ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کوئی شخص کلمہ پڑھنے کے باوجود حضور ﷺ کی محبت سے خود خالی اور دوسروں کو تعظیم تک سے روکنے والا ہے، تو ایسے شخص کو کیا سمجھنا چاہیے؟ کیا وہ اسلام اور ملت اسلامیہ کے لئے کھلے کافر سے زیادہ خطرناک نہیں

۲...... ایسا بد بخت اگر امت مرحومہ کو گمراہ کرنے کے درپے ہو اور اس کا رشتہ محبت اس کے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء سے کاٹنے میں جتا ہوا ہو تو اسے روکنے کا کیا طریقہ ہونا چاہیے۔ کیا ایسا شخص کسی ادب و احترام کا مستحق ہو سکتا ہے اور کیا اُسے ایمان کا ڈاکو، اسلام کا دشمن اور ملت کا بدخواہ کہنا چاہیے یا پیر، مولوی، فقیہ، شیخ القرآن اور شیخ الاسلام کہنا چاہیے۔

۳...... آپ اس کی اس بدترین بے وفائی پر غور کیوں نہیں کرتے کہ مسلمان اُس کی داڑھی اس کے عمامے اور اس کی تسبیح دیکھ کر اُسے اپنے آقا و مولا ﷺ کا نائب و وارث سمجھ کر ادب کریں اور وہ بدترین شخص اس تاک میں ہو کہ ان ادب کرنے والوں کو محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کا بے ادب بنا دے۔ ایسے محسن کش، کو فرمائیے کیا کہنا چاہیے اور اس کی داڑھی، عمامے اور تسبیح کو کس نظر سے دیکھنا چاہیے؟

۴...... اگر آپ پھر بھی اس کے احترام پر اصرار کرتے ہیں تو خود آپ کیا ہوئے۔ جو شخص اللہ کے رسول ﷺ کے ادب و احترام کی پرواہ نہ کرے، بلکہ اُن کے دشمن کے ادب و احترام پر مرتا جا رہا ہو، تو مرتا رہے مومن کو اس کتے، اس خنزیر اور شیطان سے کیا مطلب۔ کچھ سمجھے؟

۵...... حضور پر نور ﷺ نے مشہور و متواتر احادیث میں اپنی ایک خداداد فضیلت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ آپ سب انبیاء مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد میں تشریف لائے ہیں۔ کوئی شخص یہ کہے کہ 'اہل فہم' کے نزدیک پہلے یا پیچھے آنے میں فضیلت کی کوئی بات نہیں۔ ایمان کی روشنی میں یہ فیصلہ کیجیے کہ کیا اس بدنصیب نے سب اہل فہم کے سردار حضور پر نور ﷺ کو اہل فہم سمجھا؟ کیا آپ کو معلوم ہے ساری دنیا کی عقل کسی بھی نبی علیہ السلام کی عقل کے مقابلے میں یوں ہے جیسے صحرا کے مقابلے میں ذرہ اور سارے انبیاء مرسلین علیہم السلام کی عقل حضور ﷺ کی عقل کے سامنے بھی یوں ہی صحرا کے مقابلے میں ریت کے ذرے کی طرح ہے۔ جو اس حقیقت کا انکار کرے، اس سے بڑا بدفہم اور بے عقل بھی ہو سکتا ہے؟

۶...... ہر دور میں اسلام کا مدار عظمت نبوت کا عقیدہ ہے۔ اس کا ایک پہلو عصمت نبوت ہے جو اللہ کے نبی علیہ السلام پر ایمان لے آیا، وہی اللہ پر، فرشتوں، عقبٰے وغیرہ سب ایمانیات پر ایمان لایا۔ لہذا ہر نبی اپنے اپنے دور میں صداقت و امانت کا پیکر رہا ہے۔ خدانخواستہ اگر اس کی صداقت بھی

مشکوک ہو تو اس پر اُترنے والی کتاب، اُس کے بتائے ہوئے عقائد اور اس کا لایا ہوا آئین شریعت بھی مشکوک ٹھہرے گا۔ بتایئے جس کے نزدیک نبی کا جھوٹ بلکہ کھلم کھلا جھوٹ سے معصوم ہونا بھی ضروری نہ ہو اس کا نبی پر بلکہ خدا پر کیونکر ایمان ہوگا۔

۷...... ویسے بھی عام معاشرے میں سچا وہ ہے جو کبھی جھوٹ نہ بولے اور جو کبھی سچ اور کبھی جھوٹ بولے تو جھوٹا ہی شمار ہوتا ہے۔ گویا سچا وہ ہوتا ہے جو ہمیشہ سچ بولے، ہاں جھوٹے کے لیے ضروری نہیں کہ وہ ہمیشہ جھوٹ بولے، جب عام سچے کے سچا ہونے کے لئے ہمیشہ سچ بولنا ضروری ہے تو نبی کی صداقت اُس کے مقابلے میں یقیناً بہت ارفع و اعلیٰ ہوتی ہے۔ اس کے کلام میں کسی صورت بھی دروغ صریح تو کیا دروغ غیر صریح بھی داخل نہیں ہو سکتا یعنی وہ اس کا چھوٹے بڑے ہر قسم کے جھوٹ سے بلکہ ہر گناہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معصوم ہونا ضروری ہے۔ فرمایئے جو نبی علیہ السلام کے ہمیشہ سچا ہونے اور اُس کی صداقتوں کے غیر مشکوک ہونے پر ایمان نہیں رکھتا وہ خود جھوٹ بولنے سے کیونکر بچ سکے گا۔ کیونکہ اللہ کی ماریوں بھی پڑتی ہے کہ جو اس کے نبیوں اور ولیوں کے جس وصف کا منکر ہو، وہ کسی صورت بھی اس سے متصف نہیں ہو سکتا۔

ہاں ہاں اگر اللہ کے ہر نبی کا (علیہ الصلوۃ والسلام) اگر سچوں کا سردار ہونا ضروری ہے تو نبی کو ہر قسم کے جھوٹ سے پاک نہ ماننے والے کا سب جھوٹوں کا سردار ہونا ضروری ہے کیا یہ حق ہے کہ نہیں۔

۸...... اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، تو جو سب سے زیادہ جھوٹا ہے، وہ سب سے بڑا لعنتی ہوگا۔ کیا کوئی ایسے سب سے بڑے ملعون کا ساتھ دے کر لعنت سے بچ سکے گا۔؟ اس کلیے سے میں یا آپ یا کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ تو اے جھوٹوں کی صفائی دینے والے گمراہ انسان! اپنی فکر کر اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت نہ دے۔

۹...... کون نہیں جانتا انبیاء و مرسلین علیہم السلام میں سے ہر ایک رحمت ہے مگر سارے جہانوں کی رحمت صرف حضور انور نبی آخر الزماں علیہ افضل الصلوۃ والسلام ہیں۔ قرآن پاک فرماتا ہے

﴿وما ارسلنٰك الا رحمة للعٰلمين﴾ (النساء۔۱۰۷)

ترجمہ:۔ اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لیے۔

چونکہ اس رحمت کا انحصار رسالت پر ہے جیسا کہ "ارسلنا" (ہم نے رسول بنایا) سے ظاہر ہے لہٰذا کسی کو بھی رحمۃ للعٰلمین ماننا در اصل اسے سارے جہانوں کا رسول ماننا ہے اور ایسے صرف تمام رسولوں کے سردار حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہیں۔ فرمایئے جس شخص نے کہا ہو کہ یہ صفت حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا خاصہ نہیں، ہر صوفی و ملا کو رحمۃ للعٰلمین کہہ سکتے ہیں، کیا اس نے ہر صوفی و ملا کے سید المرسلین یا رسول کل ہونے کا دعوی کیا یا نہیں، بتایئے ایمان اور انصاف سے (اگر اس کی کرن آپ کے دل میں موجود ہے)

۱۰...... خاتم النبیین کے معنی بگاڑ کر جس ملا نے یہ دعوی کیا تھا کہ اگر حضور علیہ الصلوۃ السلام کے بعد کوئی نبی آجائے تو آپ کے خاتم ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیا اس نے یہ کہہ کر 'دعویٰ نبوت' کے لیے عام راستہ نہیں کھول دیا تھا؟ مرزائے قادیانی جیسا ملعون اکبر ہی نہیں، اگر دس بیس سو ہزار ملعون بھی اب نبوت کا دعویٰ کریں تو کیا ان سب کا وبال اس رستہ کھولنے والے پر نہیں ہوگا؟

۱۱...... اسی طرح ہر صوفی و ملا کو رحمۃ للعٰلمین کہنے کی اجازت دینے والے بد نصیب نے کیا سب کو 'سید المرسلین' نہیں ٹھہرا دیا۔ فرمایئے ایسے ملعون کا ادب کس وجہ سے اور کس زاویے سے کیا جائے۔ اگر آپ کو دوزخ کے لامحدود عذاب کا کچھ بھی ڈر ہے تو توبہ کیجئے اور ایسے ملعون کی غلامی سے نکل کر سچے رحمۃ للعٰلمین علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات کے دربار دُربار میں پناہ لیجئے

آج لے ان کی پناہ، آج مدد مانگ ان سے   کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا!

۱۲...... انبیاء کرام علیھم السلام کو دروغ صریح (یعنی کھلم کھلا جھوٹے) سے معصوم نہ ماننے کے کفر سے بھی ہزاروں لاکھوں کروڑوں درجے بڑا یہ کفر ہے کہ اپنے خالق و مالک، معبود و مقصود، شہنشاہ حقیقی اللہ عزوجل کے بارے میں یہ عقیدہ گھڑنا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ وہ بھی معاذ اللہ معاذ اللہ ،معاذ اللہ جھوٹ سے متصف ہوسکتا ہے۔ اور اس کا (معاذ اللہ) جھوٹ بولنا ممکن ہے۔

کیا اس قسم کی باتیں لکھنے والے باریش، باعمامہ، باجبہ وقبہ، بانماز، باحج وروزہ دائرہ اسلام میں رہ سکتے ہیں۔ بتایئے اللہ کی ذات پاک کے بارے میں اس سے زیادہ 'بے ادبی' کیا مقصود ہوسکتی ہے؟ اور پھر یہ سب کچھ ان مردودوں کے کرتوت ہیں جنہوں نے ساری امت کو مشرک قرار دیا ۔ اللہ کی شان تقدیس وسبوحیت پر ایمان نہ ہو اور ایسے ملاؤں پر ایمان ہو، اس سے زیادہ کیا بدبختی ہوسکتی ہے۔ اپنے دل میں جھانک کر دیکھیے اور اپنے ایمان وتوحید کا خود جائزہ لے کے بتایئے، آخر تم کیا ہو؟ کس طرف ہو۔۔۔ کیا ایسے لوگوں کا ذکر 'ادب' سے کرنا چاہیے اور کیا اسی قسم کا انداز ہونا چاہیے ۔ کہ جی ہاں، فلاں حضرت نے نہایت ہی ذوق وشوق میں ڈوب کر توحید کے نشے میں فرمایا ہے معاذ اللہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے۔

میری زبان اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی درشت نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اس کے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے میرے استاد بھی کسی کو گالی دے رہے ہوتے تھے تو مجھے معاً سامنے دیکھ کر رک جاتے اور لوگوں کو بعد میں بتایا کرتے تھے کہ آسی کو گالیوں سے سخت نفرت ہے۔ حالانکہ میں اس وقت محض ایک بچہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضور اکرم ﷺ کی رحمت سے اور پیرو مرشد حضور نقش لاثانی قدس سرہ کی تربیت سے میں نے اکثر بیہودہ اور فحش باتوں کے سننے سے بھی پرہیز کیا ہے۔

مگر اب چاہتا ہوں، کاش کسی ماہر دشنام سے بھی 'فیض' پایا ہوتا اور دشنام طرازی میں بھی کچھ مہارت ہوتی تا کہ اپنے اللہ تعالیٰ کو اور اپنے رسول ﷺ کی شان اقدس میں بکنے والوں کی مذمت کے لیے گالیوں کا گالیوں سے ترکی بہ ترکی جواب دے کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کر لیتا مگر سوچتا ہوں لغت میں بھی اللہ اور اس کے حبیب پاک ﷺ کی شان میں بکنے والوں کی مذمت کے لئے ان کے لائق گالیاں کہاں ہوں گی۔ ان کے لائق تو رسوا کن سزا اور آخرت میں ہمیشہ کا عذاب ہے۔

۱۳......صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اعتراض کرنے سے خود حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے سخت منع فرمایا ہے اور اس سلسلے میں فرمایا اللہ اللہ فی اصحابی (میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو) گویا ان نفوس قدسیہ علیہم الرضوان پر جو اعتراض کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا 'جس نے ان سے محبت کی، اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا، اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔ محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کی اس تنبیہ کے مطابق صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت محبوب خدا ﷺ کی محبت کی علامت ہے اور یوں ہی جس کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض ہے، یہ اس کے بغض رسول ﷺ کی نشانی ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ پر آپ کا ایمان ہے تو جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دشمن نظر آئیگا اسے آپ حضور ﷺ کا دشمن سمجھیں گے۔ اور جسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا محب وغلام سمجھیں گے، وہ دراصل آپ کی نظر میں حضور ﷺ کا عاشق صادق ہوگا۔

اب اگر اس دور کا کوئی نام نہاد محقق، مورخ، فقیہ، مفسر معاذ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف بکتا ہے اور آپ اس مورخ وغیرہ پر اعتماد کر کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دشمن وگستاخ وبدگو ہوجاتے ہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہم السلام کی گواہی پر اللہ تعالیٰ کے دشمن کو ترجیح دی (صحابہ کرام سے بغض رکھنے والا احدیث پاک کی مندرجہ بالا تصریح کے مطابق حضور اکرم ﷺ سے بغض رکھتا ہے)

سوچ اے بھائی، دشمنِ صحابہ پر اعتماد کرنے سے تو بھی دشمن رسول ﷺ ٹھہرایا گیا، اب بتا تیرا انجام کیا ہوگا اور سوچ تو نے اللہ تعالیٰ کے

رسول ﷺ کی گواہی کے خلاف کسی اور کی گواہی کو قبول کر کے کس جہنم میں چھلانگ لگائی ہے۔

۱۴..... صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حدیث پاک ہی نے نہیں، قرآن پاک نے بھی معیارِ حق ٹھہرایا ہے چنانچہ فرمایا

﴿فان امنو ابمثل ما امنتم به فقد اهتدوا﴾ (البقرہ ۱۳۷)

ترجمہ: پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا (اے اصحاب نبی) تم ایمان لائے، جب تو وہ ہدایت پا گئے۔

اب کوئی ان پر زبان طعن دراز نہیں کرتا ہے تو ظاہر ہے قرآن پاک پر اس کا ایمان نہیں، ایک طرف ایک بدزبان، بے ایمان، اور دوسری طرف اللہ کا قرآن، بتایئے آپ کا ایمان کس پر ہے؟

﴿ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكفرون﴾ (المائدہ)

ترجمہ: اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اور آپ قرآن پاک کے دشمن و منکر و باغی پر جان بوجھ کر اعتماد کرتے ہیں تو قرآن پاک سے آپ کا کیا رشتہ رہے گا؟

۱۵..... نیز یہ بھی بتایئے قرآن و حدیث کی تصریحات سے امت کو پھیرنے کی کوشش کرنے والے کے بارے میں اہل ایمان کا رویہ کیا ہونا چاہئے اور انہیں ایسے شخص کا ذکر کس انداز ادب سے کرنا چاہئے۔ جس کے گمراہ ہونے پر قرآن مہر لگا رہا ہے۔

۱۶..... کیا آپ نے سنا ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا

﴿ان الله عزوجل يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها﴾ (ابوداؤد شریف)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو برس پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا جو ان کا دین تازہ کرے گا۔

اگر چہ کسی بزرگ کا نام نہیں لیا گیا لہذا کسی کی مجددیت کا انکار کفر نہیں ہوگا تاہم جن بزرگوں کو اللہ نے مجدد بنایا ہے، ان کے تجدیدی کارنامے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اس امت کے عقائد و اعمال کی حفاظت کیلئے اسے کسی نے نہیں اللہ نے مقرر کیا ہوگا اور اللہ جو چاہے کرسکتا ہے۔ اور اگر اب کوئی شخص کسی کو مجدد بھی مانتا ہے، پھر بھی اعتراض کرتا ہے تو فرمایئے حضور ﷺ کے فرمان پر اور اللہ کی قدرت پر اس کا ایمان کس قسم کا ہوگا۔

مختصر یہ کہ مجدد کو مجدد نہ مانا جائے تو کفر لازم نہیں آتا، یہ کوئی اعتقادی مسئلہ نہیں مگر ذوق ایمان کی بات کر رہا ہوں کوئی شخص کسی کو مجدد بھی مانتا ہے، پھر اس پر تنقید بھی کرتا ہے تو مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ حضور ﷺ نے جو خوشخبری سنائی تھی وہ ناقص لوگوں سے متعلق تھی اور معاذ اللہ! اللہ بھی درست فیصلہ نہیں کر سکا کہ اس وقت امت کو کس قسم کے مجدد و ہادی کی ضرورت تھی۔ دوسرے لفظوں میں 'مجدد دین' کو 'مجدد دین' مان کر ان کی عیب جوئی کرنے والا گویا اللہ اور اس کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم و انتخاب پر اعتراض کر رہا ہے، بتایئے ایسا شخص ایک مومن کی نظر میں کیا ہونا چاہئے۔

۱۷..... ایک عالم دین ہے جو اپنے آپ کو اتنا بڑا فقیہ و محقق سمجھتا ہے کہ مجتہدین کی پروا بھی نہیں کرتا۔ اور دعویٰ یہ کرتا ہے کہ میں قرآن پاک اور حضور اکرم ﷺ کی سنت کی روشنی میں علمی و عملی انقلاب لانا چاہتا ہوں، ایسا شخص جو خود کو قدیم و جدید دینی و دنیوی علوم سے آراستہ سمجھتا ہے، ایک ایسا کام علانیہ کرتا ہے جس کے خلاف واضح ترین تصریحات قرآن پاک میں بھی ہوں اور حدیث پاک میں بھی، ایسے شخص کو کیا سمجھنا چاہئے، اگر وہ محض کوئی سیاسی لیڈر، سماجی رہنما، فلمی اداکار اور صحافی وغیرہ ہو تو اسے دین سے بے خبر ہونے کی بنا پر 'جاہل' سمجھ کر معذور قرار دے دیا جائے۔ مگر وہ اگر مفسر قرآن اور شارح حدیث ہو جیسا کہ اوپر وضاحت سے اس کی علمی وسعت بیان ہو چکی تو فرمایئے کیا اسے جاہل کہا جا سکتا ہے اور جاہل سمجھ کر معذور

قرار دیا جاسکتا ہے۔ یقیناً اس کے لئے صرف ایک ہی لفظ ہوگا 'باغی' ہے پھر سوچئے ایک صرف 'باغی' ہے، جو کہتا ہے کہ میں کتاب وسنت سے منحرف ہوگیا ہوں، معاذ اللہ وہ ہے مرتد..... اور اگر وہ منحرف بھی نہیں تو کس قدر دیدہ دلیری سے کام لے رہا ہے کہ اپنے نفس کا بندہ ہے اور خود کو خدا کا بندہ منوانا چاہتا ہے، شیطان کے راستے پر چل رہا ہے اور اسے قرآن کا راستہ بتاتا ہے۔ فسق وفجور سے لدا ہوا انقلاب لا رہا ہے اور اسے وہ انقلاب مصطفویٰ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) قرار دے رہا ہے، ایمانداری سے فرمایئے ملت کے نوجوانوں کو اپنا گرویدہ کر کے کیا وہ انہیں گمراہ نہیں کر رہا.. بتایئے اسے کس ادب واحترام سے یاد کرنا چاہئے۔

ہاں ہاں فرمایئے نوجوان اور بالغ عورتوں کو غیر مردوں سے پردے میں بیٹھنے کا تاکیدی حکم کیا قرآن پاک اور حدیث پاک میں واضح نہیں ہے۔ جو اس اسلام کے اس فکری انقلاب کا ہی منکر ہو، جوان طلبہ اور طالبات کی مخلوط تعلیم کا قائل ہو، اس مخلوط تعلیم کے اہتمام کے ساتھ پھر وہ نوجوان طالبات کے لئے جو لباس تجویز اور رائج کرتا ہے۔ اس میں عورتوں کا سارا بازو بے پردہ رہتا ہو، پھر وہ ان طالبات کو بسوں میں اور سڑکوں پر کھلے عام بازو ہلا ہلا کر نعرہ بازی کی تربیت دیتا ہو اور انتہائی بے غیرتی کے ساتھ اپنی بہو بیٹیوں سے سڑکوں پر کھلے عام تقریریں کراتا ہو، کیا اسے دیوث، بے غیرت، کتاب وسنت کا منحرف اور اسلام کا اندرونی دشمن سمجھنا چاہئے یا کچھ اور۔

سچے دل سے بتاؤ اس کی ان حرکات سے حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کا دل دکھتا ہے یا نہیں؟ اگر آپ دیانتداری سے سمجھتے ہیں کہ نہیں دکھتا تو اپنی بدقسمتی اور بے علمی پر ماتم کیجئے (شیعوں والا نہیں توبہ کرنے والوں کا یعنی افسوس کیجئے) اور اگر آپ سمجھتے ہیں ایسے بدنصیب نے واقعی اپنی اسلام دشمن حرکات سے اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سخت پریشان کر دیا ہے تو پھر سوچئے آپ کس طرف ہیں اور ایسا بدنصیب جو اسلام کے ماتھے پر کلنک کے ٹیکے کی حیثیت رکھتا ہے، اس کی جان بوجھ کر طرفداری کرنے والا خود کو حضور ﷺ کا امتی کس منہ سے کہتا ہے۔

یہی 'بے پردگی' والی بات نہیں، جو مفسر قرآن بن کر کبھی رمضان شریف میں دوپہر کے وقت پریس کانفرنس بلا کر علانیہ صحافیوں کو خورد ونوش کی دعوت دے، کیا اللہ معاذ اللہ اس سے ڈر کر راضی ہوگا، نہ وہ اپنے خدا کو راضی کرنا چاہتا ہے، نہ اس کی یہ منزل ہے نہ اسے اس راستے سے کوئی دلچسپی ہے، آپ اس 'سرکش'، باغی کو مجدد، مجتہد، پاسبان شریعت، مفکر اسلام جو چاہیں کہیں،

ہاں ہاں اب اختیار ہے جو چاہے، جس راہ پر چلے، تاہم قیامت کو پتا چل جائے گا امام کیا ہے اور اس کے مقتدی کیسے ہیں..........

بروز حشر شود ہمچو روز معلوم!

کہ با کہ باختہ عشق در شبِ دیجور

۱۸۔۔ ہر مسلمان کے لئے سب سے زیادہ ضروری اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت وغیرت ہے۔ اسلامی حکومت ہو تو ایسے ہر شخص کو موت کی سزا دی جائے جو اپنے اللہ یا اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بے ادبی کا مرتکب ہوتا ہے، یہ سزا دینا حکومت کا کام ہے، مگر جب ایک عرصہ تک مسلمان اسلام دشمن گورے حکمرانوں کی غلامی میں رہے جو اللہ اور اس کے سچے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی خود حوصلہ افزائی کرتے تھے پھر آزادی کے بعد بھی ایسے دنیا پرست حکمرانوں کی کمی نہیں جن کے نزدیک 'تحفظ ناموس رسالت' کوئی مسئلہ ہی نہیں لہٰذا خصوصاً ایسے بدنصیب، بدکردار، بے حیا و بے وفا حکمرانوں کے دور میں مسلمان اپنی غیرت دینی کا ثبوت کس طرح دیں، ایک تو یہی ہے کہ ان میں 'مولوی' کے پردے میں جو 'امام' ہوں، ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں ان سے کسی نہ کسی حد تک بائیکاٹ یا قطع تعلق کریں، یہ غیرت عشق کا کمترین مظاہرہ اور تقاضہ ہے۔ الحمد للہ اکثر و بیشتر اہل سنت اس مسئلے کو سمجھتے ہیں۔ پھر ایک لیڈر اٹھتا ہے، وہ نوجوانوں کے دل کو اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے اور انہیں اپنے انقلابی رنگ

میں رنگنے لگتا ہے تو کہتا ہے نماز سب کے پیچھے ہوجاتی ہے بتایئے کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اپنے نبی اکرم، اپنے محبوب اعظم دو جہان اپنے سب سے بڑے سہارے حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی جو تھوڑی بہت غیرت کی رمق مسلمانوں کے سینوں میں رہ گئی تھی، اس نے وہ بھی نکال لی۔ واللہ شیطان بھی چاہتا ہے،، وہ اپنے شاگردوں کو یہی تلقین کرتا ہے

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

ہائے کون بتائے! اس وقت بھی ہر دور کی طرح ملت کے سارے دکھوں کا درماں 'قوت عشق' ہے۔ اور اس کا ظہور غیرت سے ہوتا ہے۔

غیرت ہے بڑی چیز جہان تگ و دو میں

پہناتی ہے درویش کو تاج سردارا!

آج امریکہ، برطانیہ، یورپ اور ایشیا میں جتنے 'شیطان' ہیں، سب اسلام کے درپے ہیں اور معاذ اللہ اسے مٹانے کے لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے سینے میں عشق رسول ﷺ کی آگ بجھ جائے، اب اگر کوئی مسلمانوں کا لیڈر بھی یہی کام کرتا ہے تو آپ اسے جو بھی مانیں، سچا مومن عملی طور پر اسے بھی 'اسلام دشمن' ہی سمجھتا ہے۔

ممکن ہے اس قسم کے رہنما کی عقیدت میں خوش ہو کر اسے 'اسلام' کا بہت بڑا فرزند سمجھتے ہوں اور ادھر 'اسلام' اس کے بارے میں سر پیٹ پیٹ کر رو رہا ہو کہ کاش ایسا بدنام کنندہ عیسائیوں اور یہودیوں کے گھر ہی پیدا ہوتا اور میں اس سے محفوظ رہتا۔

۱۹...... موجودہ دور میں بھی جہاد اسی طرح فرض ہے جیسے پہلے ادوار میں رہا اور آئندہ بھی اس کی اہمیت میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اس کے بغیر اسلام کی حفاظت ممکن ہے نہ اہل اسلام کی۔ وہ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں جو جہاد کرتے اور شہید کم از کم غازی ٹھہرائے جاتے ہیں، ان کے اجر و ثواب کا اندازہ اس دنیا میں لگایا نہیں جا سکتا۔

ہاں کسی مسلمان کو جہاد کی اس عظمت سے انکار نہیں۔ اگر کوئی شخص اس (جہاد) کے تقاضے سمجھتا ہے، کوئی گروہ تیار کر لیتا ہے، کشمیر میں جا کر ہندوؤں کا مقابلہ کرتا ہے وغیرہ وغیرہ کم از کم مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ میں ضرور اسے تحسین کی نظر سے دیکھوں گا (کیونکہ میں کوئی عالم و فقیہ نہیں۔ میری سمجھ کے مطابق یہ واقعہ بہت بڑا کارنامہ ہے)

ہاں اگر ایسا کوئی 'رئیس المجاہدین' قوم سے جہاد کے نام پر کروڑوں کے حساب سے چندہ وصول کرتا ہے، اسلحہ کے انبار لگا لیتا ہے، گاڑیوں کی ریل پیل ہو جاتی ہے۔ جدھر جاتا ہے، اس کے ساتھ دو دو تین تین ٹرک اس کے 'مجاہدوں' کے ہوتے ہیں۔ اور اپنے مخصوص جہاد کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے دیے ہوئے چندے سے مدرسے بناتا ہے، وہاں کتاب و سنت کے نام پر خصوصیت سے مناظرے رٹواتا ہے اور وہ بھی کسی ہندو، عیسائی، یہودی، مرزائی کے خلاف نہیں، نماز پڑھنے والے ان نمازیوں کے خلاف جو رفع یدین نہیں کرتے، آمین بالجہر کے عامل امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتے، اپنے ٹھنڈے دل سے پوچھئے یہ مسائل اصولی (بنیادی) ہیں یا فروعی۔ کیا ان کے ساتھ یا ان کے بغیر نماز ہو جاتی ہے کہ نہیں۔ پھر وہ سیدھے سادھے مسلمان نوجوان جو جہاد کے شوق میں اس کے مرکز میں آئے تھے، ان کی برین واشنگ کرتا ہے، انھیں جہاد سکھانے کے لئے بلکہ انھیں حضور پرنور ﷺ کے فضائل و کمالات کا انکار کرانے کے لئے، نعرہ رسالت وغیرہ روکنے کے لئے وغیرہ وغیرہ جو اس سے مل گیا مل گیا، جو نہیں اسے مروا دیا اور رات کی تاریکی میں دفنا دیا اور اس کے والدین کو خوشخبری بھیج دی کہ آپ کا نور نظر شہادت پر فائز ہو چکا، لوگوں میں اعلان کر دیتا میں خود غائبانہ جنازہ پڑھانے آؤں گا۔

پھر یہ لوگ کشمیر میں جائیں، وہاں کی اکثریت 'سنی' ہے وہاں مزارات کے جھنڈوں کے کپڑوں سے اپنے بوٹ صاف کریں اور وہاں کے مسلمانوں کی دلآزاری کا سامان کریں، پھر اس قسم کے رئیس المجاہدین قوم کے چندے سے ایک ماہنامہ شائع کریں اور اس میں

خدا کے بارے میں اس قسم کے عقائد نشر کریں کہ جو کہے خدا ہر جگہ موجود ہے، مشرک ہو جاتا ہے، وہ تو عرش پر (پناہ بخدا) بیٹھا ہوا ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمی وعملی وروحانی کمالات کے انکار کو عنوان بنا کر خامہ فرسائی کرتے ہیں تا کہ مسلمان کے دل سے اپنے نبی علیہ السلام کی غیرت سے نکل جائے۔ حالانکہ 'جہاد' کے زندہ وجاری رکھنے کے لئے سب سے زیادہ اسی (غیرت ومحبت کے) سرمائے کی ضرورت ہے۔

پھر وہ رئیس المجاہدین اس ماہنامے کے مدیر ہونے کی حیثیت سے اکابر اسلام پر محض نکتہ چینی کرے، مثلاً اصحابہ واہل بیت اطہار علیہم الرضوان کی دور کے بعد دنیا کے دور دراز خطوں میں اسلام صوفیہ اسلام کے ذریعے پھیلا۔ یہ قدسی نفوس شکل میں ہم ایسے ہی تھے مگر اپنے روحانی وعرفانی کمالات کے بنا پر اسلام کا زندہ جاوید معجزہ تھے۔ مگر جنھیں دیکھ کر ہزاروں لاکھوں لوگ ایمان لے آتے تھے، ہمارے یہاں کے (یعنی پنجاب کے) سب سے بڑے مبلغ حضرت داتا گنج بخش ہجویری علیہ الرحمہ تھے، حکیم الامت اقبال فرماتے ہیں ۔

خاک پنجاب از دم او زندہ گشت

انھوں نے قرآنی واسلامی تعلیمات کی بارش سے پنجاب کی زمین کو زندہ کر دیا، یونہی دوسرے علاقوں کے صوفیہ و بزرگان دین تھے۔ خدا شاہد ہے ان کا کردار قرآنی تعلیمات اور اسوہ حسنہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے عین مطابق تھا۔ حق یہ ہے کہ تاریخ اسلام میں ان کے کارنامے اتنے درخشاں ہیں کہ کوئی اپنا پرایا ان کا انکار نہیں کر سکتا، چاہیے تو یہ تھا کہ ہم ان کے نقش قدم پہ چل کر سراغ زندگی پاتے، ان کے افکار کی روشنی میں اپنے افکار کی اور ان کے اعمال کی روشنی میں اپنے اعمال کی اصلاح کرتے مگر اس دور کے 'رئیس المجاہدین' نے اپنے اسلام کے ان عظیم و بے مثل محسنین پر کفر و شرک کے فتوے لگانا اپنا معمول بنایا، خدا کے فضل سے وطن عزیز پاکستان کی محبت سے مرا دل معمور ہے، مگر پھر بھی اپنے نزدیک خدا کا مخلص بندہ کسی بھی خطۂ زمین سے زیادہ قیمتی ہے وہاں داتا گنج بخش جیسی شخصیات کشمیر بلکہ پاکستان سے بھی زیادہ قیمتی ہے، اب اگر کوئی زبان دراز انکو پناہ بخدا 'مشرک' سمجھتا ہے تو مشرک تو وہ خود ہو گیا (حدیث پاک کا یہی فتویٰ ہے) اور جب اس نے ہزاروں لاکھوں بندگان خدا کے لئے یہی سمجھا تو وہ ان کی سب تعداد کے برابر شرک کا ڈھیر اور اسلام سے دور ہو گیا، ایسے بدبخت کو جو اسلام کی تاریخ مسخ کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتا، اگر کہہ دیا جائے 'کتا بھونک رہا ہے' تو اس پر کیا زیادتی ہے، زیادتی تو 'کتے' پر ہوئی جس نے کسی مقبول بارگاہ کی بے ادبی نہیں کی، پھر بھی تشبیہ کے وقت اس کا سہارا لینا پڑا۔

۲۰...... 'حق گو' کون ہے؟ وہ نہیں جو پیسے کے چور مگر روپے کے مجرم کو بری کر دے۔ حق گو وہ ہے جو حق گوئی کے دوران کسی مصلحت کا شکار نہ ہو یہ نہیں کہ دوستوں کو چھوڑ دے، دشمنوں کو لپیٹ لے۔ حق گو وہ نہیں جو کسی اپنے بزرگ یا امام کی تعلیمات پر زور دے مگر خود ان پر عمل نہ کرے یا ادھورا عمل کرے اور وہ تو قطعاً حق گو نہیں جو اپنے نظریات کو اپنے بزرگ یا امام کے نام پر پیش کرتا ہے۔ لہذا کسی مدیر 'صحافی' تجزیہ نگار اور کالم نویس کو اس وقت حق گو مت سمجھئے جو حق گوئی کا تاثر دینے کے لئے صرف کرسی نشینوں کو سامنے رکھتا ہے، باقی سب مجرموں کو چھوٹ دے دیتا ہے۔ جس کی نظر میں کوئی وزیر ہوتا تو خائن ہو، اسیر ہو تو ہیرو بن جائے۔ اس قسم کے بہت سے سوالات اور بھی سینے میں موجزن ہیں۔ یہاں انھیں پر اکتفا کیا جاتا ہے تا کہ دل ملول نہ ہوں اور سکون سے پڑھ سکیں۔ قارئین سے دست بستہ گذارش ہے خدا کو اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر جان کر اس تحریر کا بے لاگ جائزہ لیں

......☆......

عقائد صحابہ

﴿محقق دوراں جناب حضرت علامہ حافظ نصر اللہ آسوی صاحب﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علم غیب: قرآن کریم میں دو قسم کی آیات ملتی ہیں

بعض آیات میں ایک چیز کی نفی ہوگی لیکن دوسری آیات میں اثبات ہوگا مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ پورے قرآن پر ایمان لائے بعض پر ایمان لانا اور بعض کا انکار کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے متعلق فرمایا: کیا تم بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو تو تم میں جو ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیریں جائیں گے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ☆ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیا کی زندگی خریدی تو نہ ان سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے (سورہ بقرہ آیت 86-85 پارہ 1 رکوع 10)

اہل سنت تمام قرآن پر ایمان لاتے ہیں، نفی والی آیات کو ذاتی اور حقیقی پر محمول کرتے ہیں اور اثبات والی آیات کو عطائی اور مجازی پر محمول کرتے ہیں۔

اگر صرف نفی والی آیات پر ایمان رکھا جائے تو اگر کوئی کافر وہابیوں پر یہ اعتراض کرے کہ قرآن (معاذ اللہ) اللہ کا کلام نہیں کیونکہ اس میں اختلاف ہے ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے ﴿فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا﴾ عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے (سورۃ النساء آیت-۱۳۹) اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ عزت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے اور مسلمانوں کے لئے۔ (سورۃ المنافقین آیت-۸) اور اگر قرآن میں اختلاف ہو تو یہ اللہ کا کلام نہیں رہتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے۔ (سورۃ النساء آیت-۸۲) تو وہابیوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہوگا وہابی صرف نفی والی آیات مان کر اور اثبات والی آیات کا انکار کر کے، ذاتی اور عطائی، حقیقی اور مجازی کا فرق نہ کر کے مسلمانوں پر عیسائیت کے دروازے کھول رہے ہیں۔ دراصل یہ خارجی دجالی فرقہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی، وہ قرآن بہت پڑھے گی لیکن قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ دین اسلام سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کی علامت سر منڈانا ہے، یہ نکلتے ہی رہیں گے حتیٰ کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ جب تم ان سے ملو تو تم انہیں قتل کر دو اور جان لو کہ یہ بدترین مخلوق ہیں۔ نسائی حدیث نمبر ٤١١٤ كتاب التحريم باب من شهر سيفه۔ مشكوة حديث نمبر ٣٥٥٣ كتاب القصاص باب قتل اهل الردة

گمراہ فرقوں کا طریقہء واردات: اس سے قبل جتنے بھی گمراہ فرقے ہوئے انہوں نے اپنی گمراہی پر قرآن سے استدلال کیا وہ اس طرح کہ وہ قرآن کی ایک آیت پر ایمان لاتے ہیں لیکن اس آیت کی تفسیر اور وضاحت کرنے والی دوسری آیت سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں مثلا

خارجی: خارجیوں کا عقیدہ ہے کہ مرتکب کبیرہ کافر ہے اور قرآن کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں

﴿وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ☆ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ﴾

بے شک فاجر لوگ ضرور جہنم میں ہیں قیامت کے دن اس میں جائیں گے ﴾ (سورۃ الانفطار آیت-۱۴-۱۵)

لیکن اس کے برعکس اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ مرتکب کافر نہیں ہے۔

وہ اوپر والی آیات کے ساتھ اس آیت پر بھی ایمان لاتے ہیں جس میں بیان کیا گیا ہے کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا کافر نہیں ہے بلکہ اللہ جس کے لئے چاہے گناہ بخش دے گا۔

﴿ إِنَّ اللهَ لَايَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾

اللہ اس جرم کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اس کے علاوہ جسے چاہے بخشے گا۔ (سورۃ النساء آیت-۴۸)

اور یہی وہ خارجی تھے جنہوں نے حضرت علی اور حضرت امیر رضی اللہ عنہما کو کافر کہا تھا جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کرنے کے لئے حکم یعنی ثالث مقرر کرنے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کو اپنا حکم مقرر کیا اور امیر معاویہ نے حضرت عمرو بن العاص کو تو ان لوگوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں مشرک ہوگئے کیونکہ انہوں نے اللہ کے سوا حاکم مان لیا ہے وہ اس آیت کے انکاری ہوگئے ہیں ﴿ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ﴾ حکم نہیں مگر اللہ کا (سورہ یوسف:۴۰) ان کی تعداد دس ہزار تھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی فہمائش پر پانچ ہزار ان میں سے توبہ کر گئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پیش فرمائی ﴿ فَابْعَثُوْا حَكَماً مِنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَماً مِنْ اَهْلِهَا ﴾ **ایک منصف** (جج) مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور منصف عورت والوں کی طرف سے) (سورہ النساء:۳۵) جب لڑنے والے زوجین اپنے اختلاف کو مٹانے کے لئے جج و حکم مقرر کر سکتے ہیں تو اگر علی و معاویہ نے حکم مقرر کر لئے تو کیوں کر شرک ہوا اس جواب پر پانچ ہزار توبہ کر گئے باقی پانچ ہزار ذوالفقار حیدری سے فی النار ہوئے ان کے چند آدمی بچ گئے تھے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۱۹۹)

غیب کا انکار کرنے والے نبی کے معنی سے بے خبر ہیں: نبی کا معنی ہے غیب کی خبریں دینے والا تو جو نبی کریم ﷺ کے علم کا انکار کرتا ہے گویا کہ وہ نبی کے معنی سے ہی بے خبر ہے۔ قرآن میں ہے: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی۔ (سورہ الاعراف آیت ۱۵۷ پارہ ۹ رکوع ۹) مفتی نعیم الدین مرادآبادی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں: حضرت مترجم امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کا معنی (غیب کی خبریں دینے والے) کیا ہے یہ نہایت ہی صحیح ہے کیونکہ نبا خبر کو کہتے ہیں جو مفید علم ہو اور شائبہ کذب سے خالی ہو قرآن کریم میں یہ لفظ اس معنی میں بکثرت مستعمل ہوا ہے ایک جگہ ارشاد ہوا ﴿ قُلْ هُوَ نَبَاٌ عَظِيْمٌ ﴾ **ایک جگہ** ارشاد ہوا عَمَّ يتساءلون عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ اور **ایک جگہ** فرمایا وَنَبِّئْهُمْ عن ضيف ابراهيم (سورۃ الحجر-۵۱) ﴿ تلك مِنْ اَنْبَاءِ الغَيْبِ نُوْ حِيْهَا اِلَيْكَ ﴾ (سورہ ہود آیت ۴۹ پارہ ۱۲) اور ایک جگہ فرمایا ﴿فَلَمَّا اَنْبَاَهُمْ بِاَسْمَاءِ هِمْ﴾ اور بکثرت آیات میں یہ لفظ اس معنی میں وارد ہوا ہے پھر یہ لفظ فاعل کے معنی میں ہوگا یہ مفعول کے معنی میں پہلی صورت میں اس کے معنی غیب کی خبریں دینے والے اور دوسری صورت میں اس کے معنی ہوں گے غیب کی خبریں دیئے ہوئے اور دونوں معنی کو قرآن کریم سے تائید پہنچتی ہے پہلے معنی کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے ﴿نبيء عبادي﴾ میرے بندوں کو خبر دو (سورہ الحجر آیت:۴۹ پارہ ۱۴) اسی قبیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے ﴿ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِي بُيُوْتِكُمْ ﴾ اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ (سورہ آل عمران آیت-۴۹) اور دوسری صورت کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے ﴿ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ سورہ التحریم آیت:۳ پارہ ۲۸ اور حقیقت میں انبیاء کرام علیہم السلام غیب کی خبریں دینے والے ہی ہوتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

(۱) انبیاء کرام کو علم غیب دیا گیا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

﴿ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ﴾

میں تمہیں بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہے۔(سورۃ الصف آیت-۶)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضورﷺ کی ولادت سے (۵۷۰) سال پہلے آپ کی آمد کی خوشخبری سنائی اور آپ کا نام بھی بتادیا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم کی شان یہ ہے تو حبیب اللہ کے علم کی کیا شان ہوگی؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ﴾

اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔(سورہ آل عمران آیت-۴۹)

تمام انبیاء کرام کو علم غیب عطا ہوا:

﴿ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا☆ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ﴾

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔(سورۃ الجن آیت ۲۵-۲۶)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنے پسندیدہ رسولوں کو خاص غیوب پر اطلاع دیتا ہے اگرچہ بعض اولیاء اللہ کو بھی علوم غیبیہ بخشے جاتے ہیں مگر نبی کے واسطہ سے پھر بھی نبی کا علم ان کے علم سے اعلیٰ ہوتا ہے۔(کنزالایمان تفسیر نورالعرفان)

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ ﴾

ترجمہ: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔(سورہ آل عمران آیت ۱۷۹)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو اپنے غیب پر مطلع کرنے کے لئے چن لیتا ہے اور ان کو لوگوں کے دلوں کے احوال پر مطلع فرماتا ہے اور وہ نور نبوت سے جان لیتے ہیں کہ کس کے دل میں ایمان ہے اور کس کے دل میں نفاق ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو ما کان وما یکون کا علم دیا گیا

﴿ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴾

ترجمہ: اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔(سورۃ النساء آیت-۱۱۳)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضورﷺ کو تمام آئندہ اور گذشتہ واقعات کی خبر دے دی گئی کلمہ ما عربی زبان مین عموم کے لئے آتا ہے تو آیت سے معلوم ہوا کہ شریعت کے احکام دنیا کے سارے واقعات ،لوگوں کے ایمانی حالات وغیرہ جو کچھ بھی آپ کے علم میں نہ تھا سب ہی بتادیا اس میں یہ قید لگانا کہ اس سے مراد صرف احکام ہیں اپنی طرف سے قید ہے جو قرآن وحدیث اور امت کے عقیدے کے خلاف ہے۔

﴿ وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴾

ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے مین بخیل نہیں۔(سورۃ التکویر آیت-۲۴)

اس آیت کے تفسیر میں شیخ شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:

یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ کے اسماء وصفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت وبطلان سے یا جنت ودوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا نہ اجرت مانگتا ہے۔

﴿ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَا اِلَيْكَ ﴾

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔(سورۃ ھود آیت-۴۹)

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے مفصل حالات بیان فرمائے اور حالات بتانے کے بعد فرمایا: یہ غیب کی خبریں ہیں، اور آپ کو معلوم ہو جانے کے بعد بھی اس پر غیب کا اطلاق فرمایا، کیونکہ ماضی کے اعتبار سے وہ غیب ہے، جیسے کوئی ماسٹر پڑھانا چھوڑ دے پھر بھی اُس کو ماسٹر صاحب کہتے ہیں کیونکہ ماضی میں وہ ماسٹر تھا اور اسی کے اعتبار سے ماسٹر کہا جاتا ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو چیز بتلا دی جائے وہ غیب نہیں رہتی، ان کا یہ کہنا ان آیتوں کی روشنی میں غلط ہے، در اصل یہ اعتراض غیب کی تعریف سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ غیب کی تعریف یہ ہے جس چیز کو حواس خمسہ اور بداہت عقل سے نہ جانا جا سکے وہ غیب ہے غیب کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ غیب ہے جس کے جاننے کا کوئی ذریعہ ہو مثلاً عقل سے غور و فکر کرنا جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات قیامت اور جنت و دوزخ یا مخبر صادق کی خبر ہے جیسے نبی ﷺ نے ہمیں جنات اور فرشتوں کی خبر دی یہ غیب عطائی ہے اور ایک وہ غیب ہے جس کے جاننے کا کوئی ذریعہ نہ ہو یہ غیب ذاتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی معلومات غیر متناہیہ۔

اسی طرح یہ کہنا بھی علمی طور پر غلط ہے کہ نبی ﷺ کو غیب کی خبروں کا علم ہے علم غیب نہیں ہے کیونکہ علم کے حصول کے تین ذرائع ہیں: حواس عقل سلیم اور خبر صادق۔۔۔ تو جب نبی ﷺ کو مخبر صادق سے غیب کی خبروں کا علم ہو گیا تو آپ کو غیب کا علم ہو گیا (تفسیر تبیان القرآن جلد ۵ ص ۵۶۱)

وہابیوں سے پوچھو وہابیو! ان آیات میں سے کس آیات کا انکار کرتے ہو تم ان آیات کو چھپا کر یہودیوں کی طرح بغض رسول کا ثبوت دے رہے ہو۔

جو دل چاہے مجھ سے پوچھ لو:

عَنْ اَبِی مُوسیٰ رضی الله عنه قَالَ : سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ عَنْ اَشْیَاءَ کَرِهَهَا، فَلَمَّا اُکْثِرَ عَلَیْهِ غَضِبَ ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ:((سَلُوْنِی عَمَّا شِئْتُمْ)) ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَنْ اَبِی؟ قَالَ: ((اَبُوْكَ حُذَافَةُ)) ، فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: مَنْ اَبِی یَارَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ: ((اَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلَی شَیْبَةَ)) ، فَلَمَّا رَاَی عُمَرُ مَا فِی وَجْهِهٖ قَالَ: یَارَسُوْلَ اللهِ ، اِنَّا نَتُوْبُ اِلَی اللهِ عَزَّوَجَلَّ ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے کچھ چیزوں کے متعلق سوال کیا گیا جن کو آپ نے ناپسند کیا، جب بکثرت سوال کئے گئے تو آپ غضب ناک ہو گئے پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا: جو چاہو مجھ سے پوچھ لو، ایک شخص نے کہا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا باپ حذافہ ہے، پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا باپ سالم ہے شیبہ کا آزاد کردہ غلام، جب حضرت عمر نے آپ کے چہرے پر غضب کے آثار دیکھے تو عرض کیا: یارسول اللہ ہم اللہ عزوجل سے توبہ کرتے ہیں۔ (بخاری حدیث-۹۲ کتاب العلم باب الغضب فی الموعظہ، مسلم حدیث-۲۳۶۰ کتاب الفضائل باب وجوب ترک کثرۃ سوالہ)

سبحان اللہ! کیا شان ہے مدینۃ العلم ﷺ کی بغیر کسی قید کے فرما رہے ہیں ,,جو چاہو مجھ سے پوچھ لو،، یعنی شریعت کے متعلق پوچھو دنیا کے متعلق پوچھو آخرت کے متعلق پوچھو یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جو علم کا سمندر ہو علم کا شہر ہو جو عرش و فرش کی خبریں رکھتا ہو جو اللہ کے بتانے سے ماکان اور ما یکون کی خبر رکھتا ہو۔

تو دانائے ماکان و ما یکون ہے مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

ہاں عشق نبی جو پڑھتے ہیں بخاری آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کریم ﷺ فرمایا کہ:

((مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَسْاَلَ عَنْ شَیْءٍ فَلْیَسْاَلْ عَنْهُ، فَوَاللهِ لَاتَسْاَلُوْنِی عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ مَا دُمْتُ فِی مَقَامِی هٰذَا)) قَالَ اَنَسٌ : فَاَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ، وَاَكْثَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنْ یَقُوْلَ : ((سَلُوْنِی)) فَقَالَ اَنَسٌ فَقَامَ اِلَیْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: اَیْنَ مَدْخَلِی یَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((اَلنَّارُ))

اگر کوئی مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے تو پوچھ لے خدا کی قسم جب تک میں اس جگہ پہ کھڑا ہوں تم جس چیز کے متعلق بھی سوال

کروگے میں تم کو اس کی خبر دے دوں گا حضرت انس کا بیان ہے کہ لوگ زاروقطار رونے لگے اور رسول اللہ ﷺ بار بار یہ فرماتے رہے مجھ سے سوال کرو حضرت انس کا بیان ہے کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا یارسول اللہ میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ فرمایا کہ دوزخ میں۔

علم غیب عطائی کا انکار منافقین کا کام ہے مسلمان کا نہیں

حضرت سدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خلقت و آفرینش سے قبل جبکہ میری امت مٹی کی شکل میں تھی اُسی وقت وہ میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا کون مجھ پر ایمان لائیگا کون کفر کریگا یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو انہوں نے براہ استہزاء کہا کہ محمد ﷺ کا گمان ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے انکے ایمان وکفر کے متعلق جانتے ہیں باوجودیکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے اس پر سید عالم ﷺ نے منبر پر قیام فرما کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اُن لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اُس میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دے دوں حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا میرا باپ کون ہے یارسول اللہ فرمایا حذافہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہوئے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوئے قرآن کے امام ہونے پر راضی ہوئے آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم باز آؤ گے کیا تم باز آؤ گے پھر منبر سے اُتر آئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ تفسیر خازن پارہ نمبر ۴ زیر آیت ﴿ مَاكَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سید عالم ﷺ کو قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا اور حضور ﷺ کے علم غیب میں طعن کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان ص-۱۰۸)

حاضر و ناظر: (۱) ہر جگہ ناظر اور علم کے لحاظ سے حاضر ہونا اللہ کی صفت ہے۔

جواب: ہم نے کب انکار کیا ہے کہ یہ اللہ کی صفت نہیں ہے، اللہ کی صفت ہے لیکن یہ صفت خاصہ خداوندی نہیں ہے کہ دوسروں میں نہ ہو سکے جیسا کہ علم' قدرت' سننا دیکھنا وغیرہ ایسی صفات ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں کو عطا کر دی ہیں۔ اللہ کی صفات مستقل اور ذاتی ہیں جبکہ بندوں کی یہ صفات غیر مستقل اور عطائی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر (سننے دیکھنے والا) ہے لیکن اس نے بندوں کو بھی سمیع بصیر بنایا ہے (الدہر:۲) مزہ تو تب ہے بندوں کے سننے اور دیکھنے کا بھی انکار کردو کہ سب اندھے اور بہرے ہیں کیونکہ سمیع وبصیر ہونا اللہ کی صفت ہے اسی طرح اللہ بھی زندہ ہے اور بندے میں زندہ ہیں تو اب مخلوق کی زندگی کا انکار کردو حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے بندوں کی سماعت بصارت اور حیات کا انکار کرنے والا۔

جو آیات درج کی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معترض کو حاضر و ناظر کے معنی کی خبر نہیں ہے اسے ہماری کتاب ،،حاضر و ناظر،، کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ میری یہ چار کتب کرمانوالہ بک سٹال اور جمال کرم گنج بخش روڈ سے مل سکتی ہے۔ (۱) اختیارات نبی ﷺ، بے ادبوں کی پہچان اور تحفۃ الاموات ایصال ثواب۔

ہمارا عقیدہ حاضر و ناظر جسمانی لحاظ سے نہیں بلکہ روحانی لحاظ سے ہے آیات میں نفی جسمانی کی ہے روحانی کی نہیں

شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں:

'إنَّ نظريةَ الحاضر والناظر لاتتعلق بجسمه الأقدس الخاص ولا ببشريته ﷺ بل إنما تتعلق بنورانيته وروحانيته.

بیشک مسئلہ حاضر و ناظر خاص جسم اقدس اور بشریت مبارکہ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اس کا تعلق نورانیت اور روحانیت کے ساتھ ہے۔ (من عقائد اهل السنة ص ۳۶۵)

آیات کریمہ

پہلی آیت

﴿یٰاَیُّھَاالنَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا﴾

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا ڈر سناتا۔ سورۃ الاحزاب آیت: ۴۵ پارہ (۲۲) رکوع (۳)

شاہد کا معنی ہے حاضر و ناظر کیونکہ شاہد شہود و شہادت سے مشتق ہے

مفرادات امام راغب میں ہے۔

اَلشُّھُوْدُ وَالشَّھَادَۃُ اَلْحَضُوْرُ مَعَ الْمُشَاھَدَۃِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِیْرَۃِ۔

شہود اور شہادت کا معنی ہے حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ۔

دوسری آیت

﴿فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا﴾

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ لائیں گے۔

ہر نبی اپنی اپنی امت کے نیک بد کی گواہی دیں گے اور امت محمدی ان نبیوں کی گواہ ہوگی اور حضور ﷺ اپنی امت کے گواہ ہونگے۔ مگر ان گواہیوں میں فرق ہوگا کہ آپ کی امت کی گواہی تو آپ سے سن کر ہوگی۔ اور آپ ﷺ کی گواہی چشم دید ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اگلے پچھلے تمام حالات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ اسی لئے کفار حضور ﷺ کی گواہی پر اعتراض نہ کرسکیں گے جو امت کی گواہی پر اعتراض کریں گے کہ یہ لوگ بغیر دیکھے گواہی کیسے دے رہے ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

تیسری آیت:

﴿وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا﴾

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔ (سورہ بقرۃ آیت ۱۴۳ پارہ نمبر ۲)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی اسماعیل دھلوی کے چچا اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

یعنی تمہارے رسول تمہارے اوپر گواہ ہیں کیونکہ وہ نور نبوت سے ہر پرہیزگار کے مرتبہ کو جانتے ہیں کہ وہ میرے دین کے کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور اُس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کس حجاب کی وجہ سے وہ دین میں ترقی نہ کرسکا لہذا وہ تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجات اور تمہارے اچھے بُرے اعمال اور اخلاص و نفاق کو بھی پہچانتے ہیں ﷺ۔

(تفسیر عزیزی جلد ص ۶۳۶ مطبوعہ مطبع یوسفی)

چوتھی آیت

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ اور ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷ پارہ (۱۷)

﴿اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ بیشک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے۔ سورہ الاعراف آیت: ۵۶ پارہ (۸) آپ ﷺ تمام جہانوں کے لئے اللہ کی رحمت ہیں اور اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے لہذا حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں

پھر فرماتا ہے ﴿وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ﴾ اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔ سورہ الاعراف آیت: ۱۵۶ پارہ (۹)

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور رحمت جہانوں کو محیط لہذا حضور ﷺ جہانوں کو محیط خیال رہے کہ رب کی شان ہے رب العالمین اور

حبیب کی شان ہے رحمۃ للعالمین معلوم ہوا کہ اللہ جس کا رب ہے حضور ﷺ اُس کے لئے رحمت ہیں۔

اس آیت کے تحت غزالی زماں حضرت علامہ سعید احمد صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

العالمین سے مراد صرف جن وبشر یا ملائکہ ہی نہیں بلکہ کل ماسوی اللہ ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کا رحمۃ للعالمین ہونا جہت رسالت سے ہے اور رسالت کل مخلوق کیلئے عام ہے جیسا کہ خود حضور ﷺ نے فرمایا ﴿اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً﴾

میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (مسلم)

جب رسالت کل مخلوق کے لئے عام ہے تو رحمت بھی سارے جہانوں کے لئے عام اور اللہ کے سوا ہر ذرے کو شامل قرار پائی اور لفظ رحمت مصدر بمعنی للفاعل ہو کر بمعنی راحم قرار پائے گا۔

پانچویں آیت ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ﴾

یہ نبی مسلمانوں کا اُن کی جان سے بھی زیادہ مالک ہے۔ (سورہ الاحزاب آیت ۶ پارہ (۲۱)

اولی کے معنی ہیں زیادہ مالک، زیادہ قریب، زیادہ حقدار یہاں تینوں معنی درست ہیں معلوم ہوا کہ حضور ہر مؤمن میں حاضر و ناظر ہیں کہ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

حضور ﷺ دنیا اور آخرت میں ہر مؤمن کے قریب ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلٰی بِہٖ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ، اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ: ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ﴾

کوئی مؤمن نہیں مگر میں دنیا اور آخرت میں اس کا سب سے قریبی ہوں اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ﴾ یہ نبی مسلمانوں کا اُن کی جان سے بھی زیادہ مالک ہے۔ (بخاری حدیث ۲۳۹۹ کتاب الاستقراض مشکوۃ حدیث ۳۰۲۱)

اگر کوئی حضور ﷺ کے حاضر و ناظر اور قریب ہونے کا انکار کرتا ہے تو وہ بھی ٹھیک کہتا ہے کیونکہ آپ ہر ایک کے قریب نہیں ہیں مومنوں کے قریب ہیں۔ اور مومن ہر جگہ ہیں لہٰذا حضور بھی ہر جگہ ہیں۔ اور مومن حضور ﷺ کو اپنے قریب سمجھتے ہیں اور جو اپنے آپ کو مومن نہیں سمجھتا تو وہ اگر حضور ﷺ کے قریب ہونے کا انکار کرے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اگر حاضر و ناظر ہونے کا انکار کرتا ہے تو اس سے بحث مباحثہ کی ضرورت نہیں کیونکہ اس نے خود نہیں بتا دیا ہے کہ میں کون ہوں۔

مشرق و مغرب کا ناظر ہونا:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُھَا مَا زُوِیَ لِیْ مِنْھَا وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو سمیٹ دیا، اور میں نے اس کے تمام مشارق و مغارب کو دیکھ لیا، اور جو زمین میرے لئے سمیٹ دی گئی تھی عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچ گی، اور مجھے سرخ و سفید دو خزانے دیئے گئے۔ (مسلم حدیث:۲۸۸۹ کتاب الفتن، مشکوۃ حدیث ۵۷۵۰ کتاب الفضائل، کتاب التوحید ص ۸۷) اس حدیث سے تین مسائل ثابت ہو رہے ہیں زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ سے حاضر و ناظر، وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُھَا سے اطلاع علی الغیب، وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ سے اختیار نبی ﷺ ثابت ہو رہا ہے۔ بعض لوگ کھلے بندوں یہ دعوی کرتے ہیں کہ غوث، داتا، مشکل کشا، گنج بخش، غریب نواز اور دستگیر صرف اللہ ہی ہے کوئی نبی ولی مشکل کشا حاجت روا اور داتا نہیں ہو سکتا جبکہ ان کی یہ بات بالکل غلط اور اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے

مسلکِ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

عائشہ بنت نصر اللہ آسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم غیب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قبل از اسلام بہت بڑے تاجر تھے۔ آپ ایک مرتبہ ملک شام گئے تو وہاں انہوں نے خواب دیکھا کہ چاند اور سورج آسمان سے نیچے اتر آئے ہیں اور دونوں آپ کی گود میں داخل ہو گئے ہیں آپ نے ان دونوں کو پکڑ کر سینے سے لگا لیا اور اپنی چادر اوپر ڈال دی صبح بیدار ہوئے تو اس عجیب وغریب خواب کی تعبیر پوچھنے کے لئے راہب کے پاس پہنچے۔ اس نے سارا خواب سن کر کہا آپ کا نام کیا ہے؟ اور کہاں کے رہنے والے ہو اور کس قبیلہ سے ہو؟ فرمایا: میرا نام ابوبکر ہے مکہ کا رہنے والا ہوں اور بنو ہاشم سے ہوں۔ راہب نے پوچھا کام کیا کرتے ہو؟ فرمایا: تجارت۔ راہب نے کہا مبارک ہو مکہ سے اور قبیلہ بنی ہاشم سے نبی آخر الزماں کا ظہور ہونے والا ہے۔ اگر یہ نبی پاک نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کو پیدا نہ فرماتا اور کائنات بھی کبھی ظاہر نہ ہوتی وہ رسولوں کے سردار ہوں گے۔ اے ابوبکر! اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم اس کے دین میں داخل ہو گے اور اس کے اولین وزیر بنو گے اور اس کے خلیفہ ہو گے۔۔ اے ابوبکر میں نے اس نبی کی تعریف توریت میں پڑھی ہے اور انجیل وزبور میں اس کا ذکر پڑھا ہے اور میں اس پر ایمان لا چکا ہوں عیسائیوں کے خوف سے اپنا ایمان چھپا رہا ہوں آج تم سے ساری حقیقت بیان کر دی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ تعبیر سن کر بڑے متاثر ہوئے اور دل پر رقت طاری ہوئی اور حضور ﷺ سے ملاقات کے شوق کا غلبہ ہوا اور فوراً مکہ واپس آئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے دل باغ باغ ہو گیا اور حضور ﷺ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا ابوبکر! جلدی کرو اور میرے دین میں آ جاؤ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! کوئی معجزہ دیکھ سکتا ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ملک شام میں جو خواب دیکھ کر آئے ہو اور راہب نے جو تعبیر سنائی تھی وہ میرا معجزہ ہی تو ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً پکار اٹھے۔ اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده و رسوله (جامع المعجزات۔ نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۳۰۲)

اس واقعہ کو وہابی حضرات کے معتبر ومستند مصنف نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے اپنی کتاب تکریم المؤمنین ص ۱۰ پر نقل کیا ہے۔

عرض کی یارسول اللہ کوئی معجزہ دکھایئے تا کہ میں آؤں اسلام میں فرمایا

کیا وہ معجزہ کم ہے جو دیکھا تھا ملکِ شام میں

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے علم غیب پر صدیق اکبر کا اعتقاد تھا اور علم غیب کا اظہار ہی آپ کے ایمان کا سبب بنا لہذا علم غیب کا اعجاز باعثِ ایمان ومسلکِ صدیق اکبر ہے اور علم غیب پر نکتہ چینی طریقہ منافقت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے مال میں سے ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو اسے جنت کے دروازوں سے ندا کی جائے گی اے اللہ کے بندے! یہ نیکی ہے۔ پس نمازیوں کو باب الصلاۃ سے پکارا جائے گا۔ مجاہدین کو

باب الجہاد سے پکارا جائے گا، صدقہ و خیرات والوں کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ روزہ داروں کو باب الریان سے پکارا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس کی ضرورت تو نہیں کہ کوئی تمام دروازوں سے بلایا جائے پھر کیا کوئی ایسا شخص ہے جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ وَاَرْجُوا اَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ ہاں، اور مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہو گے۔

(بخاری 1897 مسلم 1027 کتاب الزکوۃ ریاض الصالحین باب وجوب صوم رمضان 1216 مشکوۃ 1890 کتاب الزکوۃ باب فضل الصدقہ)

اس حدیث سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی واضح فضیلت ہے کہ باقی لوگ عبادت کے کسی ایک شعبہ میں فائق ہوں گے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان میں سے ہوں گے جو عبادات کے تمام شعبوں میں سب سے بڑھ کر اور سب پر فائق ہوگے۔ دوسرا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ علم غیب ثابت ہو رہا ہے ورنہ وہ سوال ہی نہ کرتے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے سوال کا فوراً جواب ارشاد فرما کر بتا دیا کہ تم نے میرے متعلق علم غیب کا جو عقیدہ رکھا وہ بالکل صحیح ہے اور ہم اہل سنت کا عقیدہ بھی وہی ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اور جس کا عقیدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نہ ملے اسے یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منانے کا کوئی حق نہیں یوم منائے اور سرکاری طور پر منانے کا مطالبہ کرے اور آپ کے عقیدے کو شرک و بدعت کہے وہ آپ کا محب نہیں دشمن ہے۔

سر عرش پر ہے تیری گذر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے میرا ہاتھ پکڑا پھر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میری آرزو ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا حتیٰ کہ میں بھی اس دروازے کو دیکھ لیتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اے ابوبکر تم وہ شخص ہو جو میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ (ابوداود 4652 مشکوۃ 6033 کتاب المناقب باب مناقب ابوبکر)

اس حدیث سے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ علم غیب ثابت ہو رہا ہے کہ میرے آقا کو اس آدمی کا بھی علم ہے جو سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔

صدیقِ اکبر کا علم غیب : ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے مقام عالیہ میں واقع باغ سے بیس وسق کھجوریں حاصل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی جب ان کے وصال کا وقت قریب ہوا، تو فرمایا خدا کی قسم اے میری بیٹی! مجھے تم سے زیادہ کسی کا غنی ہونا محبوب نہیں اور اپنی وفات کے بعد تم سے زیادہ کسی کے فقر کا غم نہیں ہے میں نے تمہیں بیس وسق کھجوریں حاصل کرنے کی اجازت دی تھی کاش! تم حاصل کر کیا پنے پاس محفوظ کر لیتیں، تو وہ تمہاری ملکیت ہوتیں فَاِنَّمَاهُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ وَاِنَّمَاهُوَ اَخَوَاكِ وَاُخْتَاكِ فَاقْتَسِمُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ تعالى اور آج وہ مال وارثوں کا ہو چکا اور وہ ہیں تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں تم اسے قرآن پاک کے حکم کے مطابق تقسیم کر لینا قَالَتْ يَا اَبَتِ وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَ كَذَا لَتَرَكْتُهُ اِنَّمَا هِيَ اَسْمَاءُ فَمَنِ الْاُخْرٰى قَالَ ذُوْ بَطْنِ خَارِجَةَ اُرَاهَا جَارِيَةً فَوَلَدَتْ جَارِيَةً ۔ حضرت ام المومنین نے عرض کیا ابا جان! بخدا اگر وہ مال اس سے بھی کہیں زیادہ ہوتا تو میں اسے چھوڑ دیتی میری ایک بہن تو اسماء ہے دوسری بہن کونسی ہے؟ فرمایا خارجہ کی بیٹی (حضرت ابوبکر کی اہلیہ) کے پیٹ والی میرا خیال ہے کہ وہ لڑکی ہے چنانچہ ان کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی چنانچہ ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ (موطا امام مالک روایۃ محمد بن الحسن الشیبانی ابواب البیوع والتجارات باب النحلی حدیث ۸۰۸ دار القلم بیروت لبنان ۔ تاریخ الخلفاء حضرت ابوبکر الصدیق فصل فی مرضہ ووفاتہ ص ۷۹ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم تھا کہ میں اسی مرض میں انتقال کر جاؤں گا اسی لئے آپ نے فرمایا آج میرا مال وارثوں کا ہو چکا اور آپ یہ بات یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ ان کی حبیبہ کے پیٹ میں لڑکا نہیں لڑکی ہے اور ان دونوں باتوں کا جاننا یقیناً علم غیب ہے جن کو بیان فرما کر انہوں نے اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ بھی دوسرے خاص بندوں کو نبی کے واسطہ سے غیب کا علم ہوتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ تمام روایات بیان فرما کر واضح کر دیا کہ آپ بھی انبیاء کرام اور صحابہ کرام کے عطائی علم کی قائل تھیں اور اس سے آپ کے اس فرمان کی بھی وضاحت ہو گئی ,, جو کہے کہ حضور ﷺ کل کی بات جانتے ہیں اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ،، کہ اس سے مراد علم غیب ذاتی ہے یعنی بغیر اللہ کے بتائے کوئی نہیں جانتا باقی رہا علم عطائی تو اس کے بارے میں آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی تو نبی ہے میرے والدِ محترم بھی جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا۔

علم غیب اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک چاندنی رات میں جبکہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہونگی۔ فرمایا ہاں وہ حضرت عمر ہیں تو میں نے عرض کی جناب ابوبکر کی نیکیاں کہاں گئیں فرمایا کہ حضرت عمر کی ساری نیکیاں ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں۔ (تذکیر الاخوان از امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی، الفصل الثالث فی ذکر الایمان بالقدر ص۱۲۴ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی)

اس سوال سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور ﷺ کو ہر آسمان کے ہر گوشہ کی خبر ہے اور زمین کے ہر کونہ اور تا قیامت اپنے ہر امتی کے ہر عمل کی خبر ہے کیونکہ تارے مختلف آسمانوں پر ہیں اور امت کی عبادتیں زمین کے مختلف گوشوں میں دن کے اجالے میں رات کے اندھیرے میں ہوں گی دو چیزوں کی برابری یا کمی بیشی وہی بتا سکتا ہے جسے دونوں کی خبر ہو اور یہ ہے حضور ﷺ کا علم یہ نہ فرمایا کہ جبریل کو آنے دو پوچھ کر بتائیں گے اور نہ یہ فرمایا کہ قلم دوات کاغذ لاؤ ٹوٹل لگا کر کہیں گے اور نہ یہ فرمایا کہ ذرا مجھے سوچ کر حساب لگا لینے دو بلا تامل فرمایا کہ میری ساری امت میں حضرت عمر وہ ہیں جن کی نیکیاں تعداد میں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں یہ ہے حضور ﷺ کا علم غیب کلی۔

اب ذرا اسماعیل کی سنو کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہوگی یا فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر (تقویۃ الایمان ص۵۵) دیکھو خود ہی حدیث نقل کر رہا ہے اور خود ہی انکار کر رہا ہے پھر بھی کہتا ہے میرا مسلک قرآن و حدیث ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے

بناں عشق نبی جو پڑھتے ہیں بخاری　　آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری

اختیار نبی ﷺ کے متعلق حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا عقیدہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری امت میں سے چار لاکھ کو بغیر حساب جنت میں داخل کرے گا تو جناب ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اور زیادہ دیجیے اور اس طرح پھر آپ نے اپنے ہاتھ کو ملایا حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اور زیادہ دیجیے فرمایا: اور ایسے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوبکر تمہیں کافی ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا کیا حرج ہے کہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایک مٹھی میں ساری خلقت کو جنت میں داخل کر دے تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمر نے سچ کہا۔ (احمد حدیث ۱۲۲۸۲، شرح السنۃ، مشکوٰۃ حدیث ۵۶۰۳ کتاب صفۃ القیامۃ باب الحوض والشفاعۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا حضور ﷺ بغیر حساب والے جنتیوں کی تعداد اور بڑھا سکتے ہیں کیونکہ

رب تعالیٰ آپ کی بات ٹالتا نہیں جو آپ کہتے ہیں وہی رب کرتا ہے ﴿ ولسوف یُعْطِیکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ﴾
اگر ابوبکر کا یہ عقیدہ ہوتا کہ نبی ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو وہ کبھی عرض نہ کرتے ﴿زِدْنَا یا رسولَ الله﴾ اور جب انہوں نے یہ عرض کیا ہے تو ثابت ہو گیا کہ اُن کا بھی یہ عقیدہ تھا۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　　　خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوبکر یہ اجمال رہنے دو تصریح نہ کراؤ تا کہ ہم خوف و امید پر رہیں اعمال کئے جائیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر ذرا خاموش تو رہو میں حضور ﷺ سے ساری امت کے لئے بے حساب جنتی ہونے کا وعدہ لے لیتا ہوں اے عمر تمہارا اس میں کیا بگڑتا ہے کہ ساری امت محمد یہ بے حساب جنتی ہو جائے۔

حضور ﷺ موت و حیات میں بھی مختار ہیں: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرمائے ہوئے تو فرمایا: ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اختیار دیا کہ اسے دنیا کی تر و تازگی اتنی عطا کرے جتنی وہ چاہے اور وہ نعمتیں جو اس کے پاس ہیں تو اس بندے نے اللہ کے پاس کی نعمتیں اختیار کر لیں حضرت ابوبکر رونے لگے عرض کیا آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ہم نے ان پر تعجب کیا لوگ بولے ان بزرگ کو تو دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ تو اس بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ اُسے دنیا کی سرسبزی دے اور وہ جو اُس کے پاس ہے وہ دے اور آپ کہتے ہیں آپ پر ہمارے ماں باپ فدا پھر پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا گیا تھا اور حضرت ابوبکر ہم سب میں زیادہ علم والے تھے۔ (بخاری حدیث ۳۹۰۴ کتاب المناقب، مسلم حدیث ۲۳۸۲، مشکاۃ حدیث ۵۹۵۷ کتاب الفضائل)

اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو زندگی موت کا اختیار دیا تھا اور آپ ﷺ کو اپنی وفات کا بھی علم تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے زیادہ عالم تھے کیونکہ اس تقریر کے پانچ دن بعد حضور ﷺ کا وصال شریف ہو گیا تو صحابہ کرام کو پتہ چلا کہ وہ جس کو زندگی موت کا اختیار دیا گیا تھا وہ کوئی اور آدمی نہ تھا بلکہ حضور ﷺ ہی تھے اور ابوبکر کے علم و فضل کو تمام صحابہ کرام نے تسلیم کر لیا اور حضور ﷺ نے بھی حضرت ابوبکر کو ہی مصلیٰ امامت عطا فرمایا کیونکہ امام وہی بنایا جاتا ہے جو سب سے بڑا عالم ہو۔

اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کو اپنی موت کا علم بھی ہے اور اختیار بھی ہے ورنہ رونے کا کیا معنیٰ؟ اسی لئے سنی بھی آپ کی عقیدے کے مطابق نبی کریم ﷺ کے علم غیب اور اختیار کا عقیدہ رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کو بے مثل مانتے ہیں۔

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جنت عطا کرنے کا اختیار: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت اللہ تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا اور دو منبر نور کے لا کر عرش کے دائیں بائیں بچھائے جائیں گے ان پر دو شخص بیٹھ جائیں گے پس وہ جو عرش کے دائیں جانب ہوگا کہے گا: اے جماعاتِ مخلوق جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے جس نے ابھی تک نہیں جانا اُسے جان لینا چاہئے کہ میں رضوان خازن جنت ہوں بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں جنت کی کنجیاں محمد ﷺ کے سپرد کردوں اور محمد ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں وہ چابیاں ابوبکر و عمر کے سپرد کردوں تا کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کردیں سنو! گواہ رہنا۔ پھر عرش کی بائیں جانب والا فرشتہ منادی کرے گا کہ اے جماعاتِ مخلوق جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے جس نے ابھی تک نہیں جانا اُسے جان لینا چاہئے کہ میں مالک دوزخ کا داروغہ ہوں بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں دوزخ کی کنجیاں محمد ﷺ کے سپرد کردوں اور محمد ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں وہ چابیاں ابوبکر و عمر کے سپرد کردوں کہ وہ

اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل کریں سنو! گواہ رہنا۔(شرف النبی ﷺ از حافظ ابو سعید عبد الملک بن عثمان ص ۲۹۶) اور ایک روایت میں ہے:
روز قیامت ندا کی جائے گی کہاں ہیں اصحاب محمد ﷺ پس خلفاء رضی اللہ عنہم لائے جائیں گے اللہ عزوجل اُن سے فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے چاہو چھوڑ دو۔(نسیم الریاض شرح شفاء الامام القاضی عیاض فی فضل ما اطلع النبی ﷺ من الغیوب، الامن والعلی ص ۸۰-۸۱)

یہ امام ابو سعید نیشاپوری وہ شخصیت ہیں جن سے جلیل القدر ائمہ حدیث نے روایتیں لی ہیں جیسے حافظ حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری، ابو محمد الحسن، ابن محمد الخلال، ابو القاسم الازہری اور ابو القاسم التنوخی وغیرہ اور خاتمۃ المحدثین علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے رسائل ابن عابدین میں امام ابو سعید کی کتاب ,,شرف النبی،، سے روایات نقل کی ہیں (رسائل ابن عابدین ۱/۴)

ہر مکاں اجالا ہمارا نبی ﷺ:

عن عمر رضی اللہ عنہ قال :اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اَنْ نَتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذٰلِکَ عِنْدِیْ مَالًا فَقُلْتُ اَلْیَوْمَ اَسْبِقُ اَبَابَکْرٍ اِنْ سَبَقْتُہٗ یَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِی فَقَالَ رسولُ اللہِ ﷺ مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ قُلْتُ مِثْلَہٗ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو صدقہ کرنے کا حکم دیا اتفاقاً اس وقت میرے پاس مال بہت تھا تو میں نے سوچا کہ اگر میں کسی دن ابو بکر سے بڑھ سکا تو آج بڑھ جاؤں گا فرماتے ہیں کہ میں اپنا آدھا مال لایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا میں نے کہا کہ اتنا ہی وَاَتٰی اَبُو بَکْرٍ بِکُلِّ مَا عِنْدَہٗ فَقَالَ یَا اَبَابَکْرٍ مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ فَقَالَ اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ قُلْتُ وَاللہِ لَا اَسْبِقُہٗ اِلٰی شَیْءٍ اَبَدًا. اور ابو بکر سارا وہ مال لے آئے جو اُن کے پاس تھا فرمایا ابو بکر تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا رکھا عرض کیا کہ میں نے اُن کے لئے اللہ ورسول کو رکھا میں نے سوچا کہ میں کسی چیز میں ان سے آگے نہ بڑھ سکوں گا۔(ترمذی حدیث ۳۶۷۵ کتاب المناقب، ابوداود حدیث ۱۶۷۸ کتاب الزکوۃ، مشکوۃ حدیث ۶۰۳۰ کتاب المناقب ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔)

سبحان اللہ کیا پیارا جواب ہے کہ میں نے گھر والوں کے لئے اللہ اور رسول کو چھوڑا حالانکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہیں ابو بکر صدیق کے سامنے بیٹھے ہیں لیکن کہہ رہے ہیں کہ میں نے گھر والوں کے لئے اللہ اور رسول کو چھوڑا ہے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ جسماً ایک جگہ رہ کر بھی نورانیت اور روحانیت کے اعتبار سے ہر جگہ ہو سکتے ہیں رسول اللہ ﷺ یہ جواب سن کر تردید نہیں فرماتے کہ ابو بکر کیا کہہ رہے میں تو تمہارے سامنے موجود ہوں لیکن تم کہہ رہے ہو کہ میں گھر والوں کے لئے اللہ اور رسول کو چھوڑ آیا ہوں اگر یہ عقیدہ شرک وبدعت ہوتا تو رسول اللہ فوراً روک دیتے معلوم ہوا اللہ رسول پر توکل شرک نہیں عین ایمان ہے۔

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے ہر مکاں اجالا ہمارا نبی ﷺ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور محفل میلاد

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ اَنْفَقَ دِرْھَمًا عَلٰی قِرَاءَۃِ مَوْلِدِ النَّبِیِّ ﷺ کَانَ رَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّۃِ.

جس نے حضور ﷺ کے میلاد شریف پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

(النعمۃ الکبری ص ۸-۹)

شارح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی صاحب قرآن پاک کی تفسیر تبیان القرآن ج ۳ ص ۳۶۹ پر لکھتے ہیں علامہ ابن حجر مکی

شافعی نے ,,النعمۃ الکبری،، نبی ﷺ کے میلاد کے ثبوت اور بیان میں لکھی ہے اس کتاب کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں لیکن سب سے مبسوط شرح علامہ شامی کے عم زاد علامہ شریف سید احمد بن عبدالغنی بن عمر عابدین دمشقی نے لکھی ہے علامہ یوسف نبھانی نے اس شرح کو جواہر البحار میں مکمل نقل کیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عقیدہ نورانیت

اَمِیْنٌ مُصْطَفٰی بِالْخَیْرِ یَدْعُوْا کَضَوْءِ الْبَدْرِ زَایَلَہُ الظَّلَامِ

حضرت سیدنا محمد ﷺ امین ہیں اور نیکی کی طرف بلانے والے ہیں آپ ﷺ کی روشنی چودھویں

رات کے چاند کی طرح اندھیروں کو دور کرنے والی ہے۔(دلائل النبوۃ ج ا ص: ۲۲۵ جواہر البحار جلدا)

حالت نماز میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تعظیم رسول ﷺ کرنا: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ کا انتقال ہوا حضرت بلال رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور نماز کے متعلق خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نکلے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں کچھ تخفیف محسوس کی چنانچہ آپ ﷺ دو آدمیوں کے سہارے نماز کے لئے نکلے اور آپ کے قدم مبارک زمین پر نشان بنا رہے تھے جب لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خبردار کرنے کے لئے سبحان اللہ کہا جب حضرت ابوبکر پیچھے ہٹنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دائیں طرف بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر اپنی جگہ پر کھڑے رہے اب حضرت ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کر رہے تھے اور صحابہ حضرت ابوبکر کی اقتداء کر رہے تھے قَالَ ابْنُ عباسٍ رضی الله عنهما وَأَخَذَ رَسُوْلُ الله صلى الله عليه وسلم مِنَ الْقِرَاءَ ةِ مِنْ حَيْثُ كا ن بَلَغَ أَبُو بكر قَالَ: فَمَاتَ رَسُوْلُ الله صلى الله عليه وسلم فِي مَرَضِهِ ذَلِكَ،

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جہاں سے قراءت چھوڑی تھی حضور ﷺ نے اس سے آگے قراءت شروع کر دیا فرمایا اسی مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔(ابن ماجہ حدیث :۱۲۳۵ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب، جاء فی صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ، اس حدیث کو ناصر الدین البانی غیر مقلد نے حسن کہا ہے (مسند احمد بن حنبل حدیث ۳۳۳۰/۳۳۳۵)

اب پوچھوان توحید کے ٹھیکے داروں سے جو کہتے ہیں کہ نماز میں بیل اور گدھے کا خیال آ جائے تو کوئی بات نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کا خیال نہیں آنا چاہئے تا کہ آپ کی تعظیم نہ ہو جائے ان لوگوں کا صحابہ کرام کے عقائد سے کیا واسطہ ہو سکتا ہے جو صرف خیال سے ہی نہیں بلکہ عملی تعظیم کا مظاہرہ کر کے رسول اللہ ﷺ کو راضی کر رہے تھے۔

امام الوہابیہ لکھتا ہے: نماز میں حضور ﷺ کا خیال بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوبنے سے برا ہے۔(صراط مستقیم ص (۹۷) اسماعیل دہلوی)

یادِ خر سے ہو نمازوں میں خیال ان کا برا
اُف جہنم کے گدھے اُف یہ خرافت تیری
اُن کی تعظیم کرے گا نہ اگر وقتِ نماز
ماری جائے گی تیرے منہ پہ عبادت تیری

علامہ اقبال فرماتے ہیں

اذاں ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز فقط تیرے دیدار کا بہانہ بنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نماز سے دوسرا یہ ثابت ہوا کہ آپ نے خود سورہ فاتحہ نہیں پڑھی بلکہ حضرت ابوبکر کی پڑھی ہوئی فاتحہ کو اپنے لئے کافی سمجھا اور اس سے آگے کی قراءت شروع کر دی جس سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جماعت کی نماز میں امام کی فاتحہ سب کے لئے کافی ہے۔

اب جو لوگ کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ سب کے لئے ضروری ہے چاہے امام ہو یا مقتدی اور جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی میں اُن سے سوال کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ رکعت جس میں آپ نے فاتحہ نہیں پڑھی ہوئی یا نہیں اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہیں ہوئی (نعوذ باللہ) تو ایمان جاتا رہا اگر کہے کہ ہو گئی تو میں پوچھتا ہوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہو گئی تو امتی کی نماز کیوں نہیں ہوتی؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کو نبی کریم ﷺ کی اس بیماری میں نماز پڑھایا کرتے تھے جس میں آپ نے وصال فرمایا یہاں تک کہ جب پیر کا دن آیا اور صحابہ نماز میں صف بستہ تھے تو نبی کریم ﷺ نے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور ہماری طرف دیکھنے لگے آپ ﷺ کھڑے تھے اور آپ کا چہرۂ انور گویا قرآن کا ورق تھا پھر تبسم ریزی فرمائی ہم نے مصمم ارادہ کر لیا کہ از راہ مسرت نبی کریم کا دیدار کرتے رہیں پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے کہ صف میں مل جائیں یہ گمان کرتے ہوئے کہ کہ نبی کریم ﷺ شاید نماز کے لئے تشریف لے آئیں آپ ﷺ نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ اپنی نمازیں پوری کرو اور پردہ گرا دیا نبی کریم ﷺ نے اسی روز وصال فرمایا۔ (بخاری حدیث 680 کتاب الاذان باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ مسلم کتاب الصلاۃ باب استخلاف الامام 419)

مدینہ والوں کا قبلہ جنوب میں ہے اور رسول اللہ ﷺ کا مکان قبلہ کی طرف نہیں تھا بلکہ مشرق کی طرف تھا یعنی نمازیوں کی بائیں طرف تمام صحابہ نے عین حالت نماز میں قبلہ سے رخ موڑ لئے اور حضور ﷺ کا دیدار کرنے لگے گویا زبان حال سے کہہ رہے تھے

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

آج توحید بچانے والوں کو فکر ہے کہ نماز میں حضور کا خیال آ جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے ایک صحابہ کی نماز تھی کہ قبلہ کا رخ چھوڑ کر رخ مصطفیٰ کی زیارت میں مگن ہو گئے، عقل کا مفتی بولا ادھر چہرے نہ کرو نماز ٹوٹ جائے گی کیونکہ کعبہ ادھر ہے عشق کا امام بولا کہ اگر کعبہ ادھر ہے تو کعبے کا کعبہ ادھر ہے حضرت ابوبکر صدیق نماز میں حضور ﷺ کی تعظیم کرتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے، تو یہاں سے ہمیں سبق ملا کہ عبادت خدا کی ہے ادب مصطفیٰ ﷺ کا اور جس عبادت میں ادب نہ ہو وہ عبادت نہیں شرارت ہے اور نماز میں نبی کی تعظیم کرنے سے یا نبی کا خیال دل میں لانے سے نماز ٹوٹتی نہیں بلکہ پکی ہوتی ہے۔

اگر نماز ٹوٹ جاتی تو حضور ﷺ فرماتے دوبارہ پڑھ لو لیکن حضور ﷺ نے فرمایا: اپنی نماز پوری کرو۔ ہمارا بھی وہی عقیدہ ہے جو صحابہ کرام کا تھا۔

سجدہ کرنا ہے تو یوں کر سر خدا کے واسطے دل مصطفیٰ کے واسطے
پیش نظر ہے وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار

ہاں روکئے سر کو روکئے یہی امتحان ہے

اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا سنت صدیقی ہے: بوقت اذان انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا یہ ایک مستحب عمل ہے فرض یا واجب نہیں مستحب عمل حدیث ضعیف سے بھی ثابت ہو سکتا ہے اس کے ثبوت کے لئے صحیح یا حدیث حسن ضروری نہیں اس عمل کو حرام اور بدعت کہنا محض جہالت ہے جب تک ممانعت کی صریح دلیل نہ ملے اس کو منع نہیں کر سکتے استحباب کے لئے مسلمانوں کا مستحب جاننا ہی کافی ہے مگر کراہت کے لئے دلیل خاص کی ضرورت ہوتی ہے اس کے جواز پر بے شمار دلائل ہیں اور منع پر ایک بھی دلیل نہیں۔ اس کا حکم نوافل کی طرح ہے اگر کوئی یہ عمل کرے تو ثواب پائے گا اور اگر نہ کرے تو گنہگار نہیں لیکن اس کو ناجائز نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سلف صالحین کی سنت ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں

ذكره الديلمي في ((الفردوس)) ۔من حديث أبي الصديق : أنه لما سمع قول المؤذن((اشهد أن محمدًا رسولُ الله))قال هذا وقبل باطن الأنملتين السبابتين ومسح عينيه فقال ﷺ : مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيْلِي فَقَدْ حَلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِي۔ ولا يصح دیلمی نے کتاب الفردوس ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ جب انہوں نے مؤذن کو اشهد أن محمدًا رسولُ الله کہتے سنا تو یہ دعا پڑھی اور دونوں کلموں کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ایسا کرے جیسا کہ میرے پیارے نے کیا۔ تو اس پر میری شفاعت حلال (واجب) ہوگئی۔

اور یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت کا نام دیتے ہیں۔ (مقاصد الحسنہ ص:450 حدیث:1021)

اور ملا علی قاری رحمہ الباری نے تحریر کیا ہے: علامہ سخاوی نے کہا انگوٹھے چومنے کے بارے میں احادیث کی اسانید صحیح نہیں ہیں (یعنی حسن یا ضعیف ہیں) ملا علی قاری اس کے جواب میں فرماتے ہیں قلت وإذا ثبت رفعه على الصديق فيكفي للعمل لقوله ﷺ عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين جب صحیح سند سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اذان میں انگوٹھے چومے ہیں تو یہ ہمارے علماء کے لئے کافی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو۔ (موضوعات کبیر ص:210 حدیث:829)

علامہ طحطاوی اور علامہ ابن عابدین شامی نے فقیہ کبیر علامہ قہستانی کے حوالہ سے لکھا ہے :

ويستحب أن يقال عند سماع الأولى من الشهادة صلى الله عليك يارسول الله وعند الثانية منها قُرَّةُ عَيْنِي بِكَ يَارَسُوْلَ الله ثم يقول اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيِ الإِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فإنه عليه السلام يَكُوْنُ قَائِدًا لَهُ إِلَى الجَنَّةِ۔

ترجمہ: پہلی مرتبہ اشهد أن محمدًا رسولُ الله سن کر اپنے انگوٹھے آنکھوں پر رکھ کر صلی اللہ علیک یارسول اللہ کہنا اور دوسری مرتبہ اشهد أن محمدًا رسولُ الله سن کر قُرَّةُ عَيْنِي بِكَ يَارَسُوْلَ اللهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ کہنا مستحب ہے۔

اس کے ثبوت میں علامہ شامی نے دیلمی کی کتاب الفردوس کے حوالے سے یہ حدیث ذکر کی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اذان میں اشهد أن محمدًا رسولُ الله سن کر آنکھوں پر انگوٹھے رکھ کر چومے میں اس کی قیادت کر کے اس کو جنت کی صفوں میں داخل کر دوں گا۔ (حاشیہ رد المحتار علی الدر المختار جلد 398/1 دار الفکر بیروت مطلب فی کراہیۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد)

اسی کے متقارب المعنیٰ حدیث علامہ طحطاوی نے بھی مرفوعاً ذکر کی ہے اور یہ تصریح کی ہے کہ فضائل اعمال میں اس قسم کی احادیث کافی ہیں

۔(حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح۔)

علامہ اسماعیل حقی صاحب تفسیر روح البیان لکھتے ہیں: انجیل برنباس میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے روح القدس (نور مصطفوی) کے دیکھنے کی تمنا کی تو وہ نور ان کے انگوٹھے کے ناخنوں میں چمکایا گیا انہوں نے فرط محبت سے ان ناخنوں کو چوما اور آنکھوں سے لگایا۔(تفسیر روح البیان پارہ ۶ سورہ مائدہ زیر آیت وإذا ناديتم إلى الصلاة 260/24)

معلوم ہوا کہ انگوٹھے چومنا ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی بھی سنت ہے۔

اعتراض: حضرت آدم علیہ السلام نے اگر نور مصطفیٰ ﷺ انگوٹھے کے ناخنوں میں دیکھا تو چوما تو تم کون سا نور دیکھتے ہو جو چومتے ہو چومنے کی جو وجہ وہاں تھی یہاں نہیں۔

جواب: حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں صفا مروہ پر دوڑیں آج تم حج میں کیوں دوڑتے ہو؟ آج کہاں پانی کی تلاش ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو قربانی کے لئے جاتے ہوئے راستے میں شیطان کو کنکر مارے۔اب تم حج میں وہاں کیوں کنکر مارتے ہو؟ وہاں اب شیطان آپ کو کونسا دھوکہ دے رہا ہے۔

حضور ﷺ نے ایک خاص ضرورت سے طواف میں رمل کیا (پہلوانوں کی طرح چلے) کفار مکہ کو اپنی طاقت دکھانے کے لئے۔ بتاؤ اب تم طواف قدوم میں رمل کیوں کرتے ہو؟ اب وہاں کفار کہاں دیکھ رہے ہیں؟ جناب انبیاء کرام کے بعض عمل ایسے مقبول ہو جاتے ہیں کہ ان کی یادگار ہمیشہ باقی رکھی جاتی ہے اگر چہ وہ ضرورت باقی نہ رہے اسی طرح یہ انگوٹھے چومنے والی سنت بھی ہے۔(جاء الحق ص 402/1)

وصال کے بعد یا نبی اللہ کہنا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رفیق اعلیٰ سے واصل ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے حجرہ میں داخل ہوئے رخ انور سے پردہ ہٹا کر بوسہ لیا آنکھوں سے آنسو بہنے لگے عرض کیا بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَانَبِيَّ اللهِ لَايَجْمَعُ اللهُ عليكَ مَوْتَتَيْنِ اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں نہیں دے گا۔ بخاری کتاب الجنائز باب الدخول على الميت بعد الموت ۱۱۶۵)

وصال کے بعد یا رسول اللہ کا نعرہ لگانا سنت صدیقی ہے ابوجہل نے کبھی بھی یا رسول اللہ کا نعرہ نہیں لگایا۔

ہے جب تک اہل سنت کا اک فرد بھی باقی
فضا میں سدا گونجے گا نعرہ یا رسول اللہ

مشکل میں نبی کریم کو ندا کرنا: وہابی حضرات کے پیشوا مشہور عالم وحید الزماں حیدر آبادی نے لکھا ہے۔روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ تو ان کا پاؤں درست ہو گیا۔(لغات الحدیث ۲-۱۹)

حیات النبی ﷺ اور مسلک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ: بوقت وصال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضرین صحابہ کو وصیت فرمائی کہ ,,میری وفات کے بعد جب نماز جنازہ سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے روضہ نبوی کے دروازہ کے سامنے لے جا کر پہلے السلام علیک یا رسول اللہ کہنا پھر عرض کرنا ابوبکر حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔پس اگر دروازہ کھل جائے تو مجھے روضہ پاک میں دفن کرنا ورنہ جنت البقیع میں لے جانا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق عمل کیا گیا تو قفل گر گیا اور دروازہ کھل گیا اور آواز آئی أَدْخِلُوا الْحَبِيْبَ إِلَى الْحَبِيْبِ محبوب کو محبوب کے پاس پہنچا دو۔ (نزہۃ المجالس ص ۳۰۰، تفسیر کبیر ۸۷/۲۱ سورۃ الکہف، سیرت حلبیہ ۴۹۳/۳، الخصائص الکبری ۴۰۸/۲۔ یہی واقعہ اشرف علی تھانوی دیوبندی نے ''جمال الاولیاء'' ص ۴۵ پر لکھا ہے اور وہابی حضرات کے مجدد نواب صدیق حسن نے

تکریم المؤمنین کے ص ۲۷ پر لکھا ہے۔

معلوم ہوا کہ مسلک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مطابق، السلام علیک یارسول اللہ کہنا درست ہے، اور رسول اللہ ﷺ بحیات حقیقی زندہ ہیں، آپ ﷺ غیب جاننے والے ہیں، اپنے غلاموں کا درود وسلام اور فریادیں سنتے ہیں، وصال کے بعد بھی یارسول اللہ کہنا جائز ہے۔ حاجتیں پوری کرتے ہیں، روضہ اقدس کی نیت کر کے حاضری دینا درست ہے شرک و بدعت نہیں یہی صدیق اکبر کی وصیت اور آپ کا مسلک ہے اور اسی پر صحابہ کرام کا اجماع اور اتفاق ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پیار بھرا مکالمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے حجرہ مقدس کی طرف گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے باصرار کہا کہ پہلے دروازے پر آپ اجازت طلب کریں کیونکہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے آپ کے بارے میں سنا ہے: میرے بعد ابوبکر سے افضل کسی پر سورج طلوع نہیں ہوگا میرے بعد ابوبکر سے افضل کوئی نہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: میں اس شخص سے پہل کیسے کروں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں نے خیر النساء رضی اللہ عنہا کو بہتر شخص کے نکاح میں دیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: میں اس سے پہل کیسے کروں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے سینے کو دیکھنا چاہے وہ ابوبکر کے سینے کو دیکھ لے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: میں اس سے پہل کیسے کروں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص حضرت آدم و یوسف علیہما السلام اور ان کے حسن و جمال، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی نماز، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے زہد و تقویٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کا خلق عظیم دیکھنا چاہے، وہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: میں اس شخص سے پہل نہیں کر سکتا جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب سب لوگ قیامت میں حسرت وندامت کے ساتھ جمع ہوں گے تو خالق کائنات کی طرف سے کوئی ندا کرے گا اے ابوبکر تم اور تمہارا محبوب جنت میں تشریف لے جائیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: میں اس سے پہل کیسے کروں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ خیبر اور حنین کے دن جب آپ کی خدمت میں کھجور اور دودھ کا نذرانہ پیش کیا گیا تو فرمایا: طالب و غالب کا یہ تحفہ علی ابن ابی طالب کے لئے ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: میں اس شخص سے پہل نہیں کر سکتا جس سے مخاطب ہو کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر تو میری آنکھ ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: میں اس شخص سے پہل نہیں کر سکتا جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

علی جنت کی سواری پر تشریف لائیں گے تو کوئی نداء کرے گا اے محمد ﷺ دنیا میں آپ کا ایک بہتر باپ اور ایک بہتر بھائی تھا بہتر باپ خلیل اللہ علیہ السلام اور بہتر بھائی علی ابن ابی طالب ہیں رضی اللہ عنہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: میں اس شخص سے پہل نہیں کر سکتا جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بروزِ قیامت جنت کا خازن رضوان جنت کی چابیاں لائے گا اور دوزخ کی چابیاں بھی اس وقت اس کے پاس ہوں گی اور کہے گا، اے ابوبکر خالق ارض و سماء آپ کو سلام فرماتا ہے نیز فرماتا ہے یہ جنت و دوزخ کی کنجیاں ہیں تم جسے چاہو جنت بھیجو اور جسے چاہو دوزخ میں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: میں اس شخص سے پہل نہیں کرسکتا جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ سلام فرماتا ہے نیز فرماتا ہے کہ میں تم سے اور علی سے محبت کرتا ہوں، میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں فاطمہ سے محبت کرتا ہوں، میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں حسن و حسین سے محبت کرتا ہوں، میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: میں اس شخص سے پہل نہیں کرسکتا جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر ابوبکر کے ایمان کا ساری زمین والوں کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان سب سے وزنی ہوگا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: میں اس شخص سے پہل نہیں کرسکتا جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن علی بن ابی طالب ان کی اولاد اور ان کی اہلیہ محترمہ جب اونٹوں پر سوار ہوکر آئیں گے تو لوگ کہیں گے، یہ کونسا نبی ہے؟ منادی کہے گا: (یہ نبی نہیں بلکہ) یہ اللہ کا حبیب علی بن ابی طالب ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: میں اس شخص سے پہل نہیں کرسکتا جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل محشر جنت کے آٹھوں دروازوں سے یہ آواز سنیں گے، اے ابوبکر جسے چاہو جنت میں داخل کرو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: میں اس شخص سے پہل نہیں کرسکتا جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں میرے اور خلیل اللہ کے درمیان علی کا محل ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: میں اس شخص سے پہل نہیں کرسکتا جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آسمان کے فرشتے کروبی، روحانی اور ملاءاعلیٰ ہر روز ابوبکر صدیق کو دیکھتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: میں اس شخص سے پہل نہیں کرسکتا جس کے حق میں اور جس کی اولاد کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وہ اللہ کی محبت میں مسکینوں، یتیموں اور اسیروں (قیدیوں) کو کھانا کھلاتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: میں اس شخص سے پہل نہیں کرسکتا جس کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وہ جس نے سچ کہا اور وہ جس نے سچے کی تصدیق کی، یہی لوگ پرہیزگاروں میں سے ہیں۔

اس گفتگو کے دوران سیدنا جبریل علیہ السلام نے رب العالمین کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے حضور آکر عرض کیا یا رسول اللہ! آسمان کے فرشتے آپ کی خدمت میں سلام کے بعد عرض کرتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہے ہیں اور ایک دوسرے کے ادب واحترام کے بارے میں گفتگو سن رہے ہیں۔ آپ ثالث بن کر ان کے پاس تشریف لے جائیے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو رحمت و رضوان سے ڈھانپ لیا ہے اور ایمان واسلام اور حسنِ ادب سے مخصوص فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں ایسا ہی دیکھا جیسا کہ جبریل نے عرض کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے ہر ایک کی پیشانی کو محبت سے چوما اور فرمایا: اس کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر سارے سمندر سیاہی، اور سارے درخت قلم بن جائیں اور ارض و سماوالے لکھنے بیٹھ جائیں تو بھی تمہاری فضیلت اور اجر وثواب کو نہ لکھ سکیں۔ (تنویر الابصار از شیخ شبلنجی مصری۔) یہ روایت حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ,,حضور نقشِ لاثانی کا مذاہبِ تعامل کے ص ۳۴ پر درج کی ہے۔

مسائل دینیہ

قرآن وحدیث کی روشنی میں

حضرت علامہ حافظ نصر اللہ آسوی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منافقین کا حکم قرآن وحدیث میں:

سوال: (۱) نفاق کی تعریف اور قسمیں (۲) گانے اور موسیقی سننے میں کس قسم کا نفاق پیدا ہوتا ہے اور اس کے دنیا وآخرت میں کس قسم کے اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ (محمد جاوید صاحب کراچی)

(۱) نفاق کی تعریف اور قسمیں: نَفَقَ یَنْفُقُ نَفَقًا نفاق کا معنی ہے جنگلی چوہے کا سوراخ سے نکلنا۔ سوراخ میں داخل ہونا۔ نافق منافقة و نفاقا فی دینه دل میں کفر چھپا کر زبان سے ایمان ظاہر کرنا صفت منافق (مصباح اللغات)

عقیدہ: ایمان وکفر میں واسطہ نہیں، یعنی آدمی یا مسلمان ہوگا یا کافر، تیسری صورت کوئی نہیں کہ نہ مسلمان ہو نہ کافر۔

مسئلہ: نفاق کہ زبان سے دعویٰ اسلام کرنا اور دل میں اسلام سے انکار، یہ بھی خالص کفر ہے، بلکہ ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں کچھ لوگ اس صفت کے اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے کہ ان کے کفرِ باطنی پر قرآن ناطق ہوا، نیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے وسیع علم سے ایک ایک کو پہچانا اور فرمادیا کہ یہ منافق ہے۔ اب اس زمانہ میں کسی خاص شخص کی نسبت قطع کے ساتھ منافق نہیں کہا جاسکتا، کہ ہمارے سامنے جو دعویٰ اسلام کرے، ہم اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے، جب تک اس سے وہ قول یا فعل جو مُنافیِ ایمان ہے نہ صادر ہو، البتہ نفاق کی ایک شاخ اِس زمانہ میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بدمذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دیکھا جاتا ہے تو دعویٰ اسلام کے ساتھ ضروریاتِ دین کا انکار بھی ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۱۸۲ تخریج شدہ)

نبی کریم ﷺ کا زمانہ اقدس تمام زمانوں سے بہتر ہے اس زمانہ میں منافق موجود تھے تو آج بھی ضرور موجود ہیں ورنہ کہنے پڑے گا کہ آج کا زمانہ آپ ﷺ کے زمانہ سے بہتر ہوگیا کہ منافق ختم ہوگئے تو ایسا ناممکن ہے۔ منافق کی دو قسمیں ہیں (۱) اعتقادی یعنی کافروں والے عقائد رکھنے والا (۲) عملی یعنی کافروں والے عمل کرنے والا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین علامتیں ہیں: جب بات کرے جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف کرے، امانت دی جائے تو خیانت کرے۔ (بخاری حدیث ۳۳ مسلم ۵۹ مشکوٰۃ کتاب الایمان ۵۵)

مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت لکھتے ہیں۔ منافق سے مراد اعتقادی منافق ہیں یعنی دل کے کافر زبان کے مسلم۔ یہ عیوب ان کی علامتیں ہیں مگر علامت کے ساتھ علامت والا پایا جانا ضروری نہیں، کوّے کی علامت سیاہی ہے مگر ہر کالی چیز کوا نہیں۔ یعنی یہ منافقوں کے کام ہیں مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے۔ یہ نہیں کہ یہ جرم خود نفاق ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ تینوں جرم کئے تھے مگر وہ نہ منافق ہوئے نہ کافر لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں ایک حدیث میں چار علامتیں بیان کی گئی ہیں چوتھی علامت یہ ہے کہ جب لڑے تو گالیاں بکے۔ اس سے مراد منافق عملی

ہے یعنی منافقوں والا کام کرنے والا جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے: نماز قائم کرو اور مشرکوں سے نہ ہو۔ (سورہ الروم آیت: ۳۱) معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑھنا عملی شرک ہے بعض لوگ ترکِ نماز کو کفر کہتے ہیں ان کی دلیل یہ آیت اور یہ حدیث ہے کہ جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔ مگر حق یہ ہے کہ گناہ کفر نہیں ہوتا رب تعالیٰ فرماتا ہے: اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان کی صلح کراؤ۔ (سورہ حجرات) آپس میں لڑنا بھڑنا گناہ کبیرہ ہے مگر انہیں مومنین فرمایا گیا اس آیت اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز چھوڑنا مشرکوں کا کام ہے اور کفر عملی ہے تم ان میں سے نہ بنو۔ (تفسیر نور العرفان مفتی احمد یار خاں)۔ اس سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہئے جن کے ہاں تبرا اور گالیاں بکنا عبادت بلکہ اصل ایمان ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ا ص 82)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق اس بکری کی طرح جو دو بکروں کے درمیان گھومے (چکر لگائے) کبھی اس بکرے کے پاس پہنچ جائے اور کبھی اس بکرے کے پاس۔ (مسلم 2784 مشکوۃ کتاب الایمان ۵۷)

مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت لکھتے ہیں۔: دونوں کو راضی کرنے اور دونوں سے لذت اور نفع حاصل کرنے کے لئے جس سے اس کا بچہ ودنا معلوم ہو خیال رہے کہ کافر و مومن سب کو راضی کرنیکی کوشش کرنا خطرناک بیماری ہے جس سے خود اپنا کوئی دین نہیں رہتا اس لئے یہاں ایسی گندی چیز سے تشبیہ دی گئی ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہو۔ اس بیماری نفاق میں آج کل بہت سے صلح کلی مسلمان مبتلا ہیں بعض عقلمندوں کے ہاں تقیہ کر کے کافر و مومن سب کو خوش کرنا اور ہر ایک سے نفع حاصل کر لینا عبادت ہے خدا ایسی شیطانی عبادت سے بچائے۔ (مراۃ ج ا/۸۲)

منافقین کا حکم قرآن میں

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے: اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے وہ انہیں بس ہے اور اللہ کی ان پر لعنت ہے اور ان کے لئے قائم رہنے والا عذاب ہے۔ (سورہ التوبہ آیت: ۶۸ پارہ ۱۰ رکوع ۱۵)

مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت لکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک منافق و کافر کا حکم ایک ہی ہے۔ شریعت میں منافقوں پر جہاد نہیں کیونکہ شریعت کے احکام ظاہر پر ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

(۲) ارشاد باری تعالیٰ ہے: بے شک منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہیں اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔ (سورہ النساء آیت: ۱۴۵ پارہ ۵ رکوع ۱۸)

مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت لکھتے ہیں۔ اس آیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ منافق کھلے کافروں سے بدتر ہیں اور ان کا عذاب سخت ہے۔ دوسرے یہ کہ دوزخ کے تمام طبقوں میں نیچا طبقہ زیادہ خطرناک ہے کہ وہاں تمام دوزخیوں کا پیپ اور خون وغیرہ بہہ کر پہنچتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ منافقوں کا مددگار کوئی نہیں، مومنوں کے مددگار رب نے بہت مقرر کئے ہیں جو کہتا ہے میرا کوئی مددگار نہیں وہ اپنے منافق ہونے کا اعلان کرتا ہے۔

(۳) ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی جہاد فرماؤ کافروں پر اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (سورہ توبہ آیت: ۷۳)

مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت لکھتے ہیں۔ یہاں کفار سے مراد حربی کافر ہیں اور کفار سے جہاد تلوار سے ہے منافقین سے جہاد زبانی سختی اور قوی دلائل سے مسلمان پر نرم ہونا اور کافروں پر سخت ہونا مومن کی پہچان ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کھلے کافر اور منافق دوزخی ہونے میں برابر ہیں اگرچہ دنیا میں ان کے احکام مختلف ہیں۔

منافق کلمہ پڑھنے کے باوجود کافر ہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔ (سورہ بقرہ آیت ۸) وہ (منافق) قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک انہوں نے ضرور کفر کی بات کہی ہے اور اسلام میں آ کر

کافر ہوگئے۔ (سورہ توبہ آیت:۷۴)

جو لوگ کہتے ہیں کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے کسی کو کافر نہیں کہنا چاہئے وہ اس آیت میں غور کریں کہ اللہ نے کلمہ پڑھنے کے باوجود ادنی گستاخی پر ان کے کفر کا فتوی دیا۔

یہ آیت جلاس بن سوید کے حق میں نازل ہوئی غزوہ تبوک میں نبی کریم ﷺ نے منافقین کے برے انجام کا ذکر کیا یہ سن کر جلاس نے کہا کہ اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر ہیں۔ عامر بن قیس نے یہ خبر حضور ﷺ کو دی آپ ﷺ نے جلاس سے پوچھا وہ قسم کھا گیا کہ میں نے نہیں کہا عامر نے مجھ پر تہمت باندھی ہے پھر عامر نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے سچ کہا ہے اور عامر نے دعا دی کہ مولا سچے کی تصدیق فرمادے۔ اسوقت یہ آیہ کریمہ اتری۔ روایت میں ہے کہ جلاس نے توبہ کرلی اور مخلص مومن بن گیا۔ (خزائن العرفان)

منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور نہ اس کے لئے دعائے مغفرت ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور اس کی قبر پر کھڑے ہونا (سورہ توبہ آیت:۸۴) معلوم ہوا کہ ہر کلمہ گو کی نماز جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔

منافقوں کی مسجدوں کا حکم: ارشاد باری تعالی ہے: اور جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں۔ اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا۔ (سورہ توبہ آیت ۱۰۷-۱۰۸)

مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت لکھتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے بعض منافقوں نے مسجد قبا شریف کے قریب اس نیت سے ایک مسجد بنائی کہ مسجد قبا کی جماعت گھٹ جائے۔ نیز ان کی نیت یہ تھی کہ ابو عامر راہب فاسق جب کبھی مدینہ منورہ میں خفیہ آیا کرے تو مسلمانوں کے خلاف یہاں سازشیں کیا کرے اور حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ہم نے بوڑھوں اور بیماروں کے لئے یہ مسجد بنائی ہے آپ برکت کے لئے اس میں نماز پڑھ لیں۔ حضور ﷺ کو اس سے منع کردیا گیا اور حضور ﷺ نے وہ مسجد گرانے کا حکم دے دیا حسب الحکم ڈھا کر جلادی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز مسجدوں میں نماز نہ پڑھنی چاہئے اور ایک مسجد کے قریب بلا وجہ شرعی دوسری مسجد نہ بنائی جائے کہ پہلی مسجد ویران ہوگی یہ بھی معلوم ہوا کہ سازشیں کرنے کے ارادے سے مسجد نہ بنائی جائے کہ یہ بھی مسجد ضرار کے حکم میں ہے۔ کفار، مرتدین اور منافقین کی وقف کردہ مسجدوں میں نماز نہ پڑھی جائے وہ مسجدیں اسلامی مسجدیں نہیں، اور نہ ان کا وقف درست ہے نہ ان کا مسجدوں جیسا احترام ہوگا۔ (تفسیر نور العرفان)

آیئے قرآن وحدیث میں ان کی نشانیاں تلاش کریں تا کہ آج کے منافقین کی پہچان آسان ہوجائے۔

قرآن پاک میں ان کی متعدد نشانیاں بیان کی گئی ہیں

منافقین نبی علیہ السلام کے علم غیب کے منکر ہیں: ﴿ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ☆ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ﴾ ﴿اور اے محبوب ﷺ اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم یونہی ہنسی کھیل کررہے تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے ہو مسلمان ہوکر﴾ سورہ توبہ (۶۵-۶۶) پارہ (۱۰) رکوع (۱۴)

شانِ نزول: ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کسی کی اونٹنی گم ہوگئی اس کی تلاش تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا محمد رسول اللہ ﷺ بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے (وما یدریہ بالغیب) محمد غیب کیا جانیں اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری ﴿ کیا اللہ اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہوچکے ہو۔ (تفسیر امام ابن جریر تفسیر در منثور امام جلال الدین سیوطی (تمہید ایمان اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ ص۳۰-۳۱)

مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا جانیں کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ نے صاف فرمادیا بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ہو مسلمان ہو کر یہاں سے وہ حضرات بھی سبق لیں جو رسول اللہ ﷺ کے علوم غیب سے مطلقا منکر ہیں اور معلوم ہوا حضور کی گستاخی کفر ہے اگر چہ گستاخی کی نیت نہ کرے کیونکہ استہزا کو کفر قرار دیا گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا گستاخ مرتد ہے (تفسیر نور العرفان ص ۳۱۴)

جن منافقین کا اس آیت میں ذکر ہے انہوں نے ایک دفعہ نبی ﷺ کے علم غیب کا مذاق اڑایا تھا کہ بھلا حضور کب روم پر غالب آسکتے ہیں (تفسیر قرطبی) اس گستاخی کو رب کی آیتوں کی گستاخی قرار دے کر ان کے کفر کا فتویٰ صادر کیا کس نے؟ کسی مولوی نے نہیں! بلکہ خود اللہ عزوجل شانہ نے (علم القرآن)

بالکل اسی انداز میں اسماعیل دہلوی لکھتا ہے: کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہوگی یا فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ ورسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر (تقویۃ الایمان الفصل الخامس فی ذکر رد الاشراک فی العادات ص ۵۵ میر محمد کتب خانہ کراچی)

حدیث: حضرت سدی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

عُرِضَتْ عَلَیَّ أُمَّتِیْ فِی صُوَرِهَا فِی الطِّیْنِ كَمَا عُرِضَتْ عَلَی آدَمَ وَأُعْلِمْتُ مَنْ یُؤْمِنُ بِیْ وَمَنْ یَكْفُرُ بِیْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْمُنَافِقِیْنَ، فَقَالُوْا: اسْتِهْزَآءً زَعَمَ مُحَمَّدٌ أَنَّهٗ یَعْلَمُ مَنْ یُؤْمِنُ بِهٖ وَمَنْ یَكْفُرُ مِمَّنْ لَمْ یُخْلَقْ بَعْدُ وَنَحْنُ مَعَهٗ وَمَا یَعْرِفُنَا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰی عَلَیْهِ، ثُمَّ قَالَ: مَابَالُ أَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِیْ عِلْمِیْ، لَاتَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ فِیْ مَا بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ السَّاعَةِ إِلَّا أَنْبَأْتُكُمْ بِهٖ، فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِیُّ، فَقَالَ مَنْ أَبِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: حُذَافَةُ، فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِیْنًا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا وَبِكَ نَبِیًّا فَاعْفُ عَنَّا عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ •

خلقت و آفرینش سے قبل جبکہ میری امت مٹی کی شکل میں تھی اُسی وقت وہ میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا کون مجھ پر ایمان لائیگا کون کفر کریگا یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو انہوں نے براہ استہزاء کہا کہ محمد ﷺ کا گمان ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے انکے ایمان و کفر کے متعلق جانتے ہیں باوجود یکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے اس پر سید عالم ﷺ نے منبر پر قیام فرما کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کیے بعد فرمایا اُن لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اُس میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دے دوں حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا میرا باپ کون ہے یارسول اللہ فرمایا حذافہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہوئے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوئے قرآن کے امام ہونے پر راضی ہوئے آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم باز آؤ گے کیا تم باز آؤ گے پھر منبر سے اُتر آئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

تفسیر خازن پارہ نمبر ۴ زیر آیت ﴿ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴾

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سید عالم ﷺ کو قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا اور حضور ﷺ کے علم غیب میں طعن کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان ص-۱۰۸)

اب جو کہے کہ (معاذ اللہ) اکثر صحابہ چُھپے ہوئے منافق تھے جو حضور کے بعد خلیفہ بھی بن گئے وہ اس آیت کا منکر ہے حضور نے وفات سے بہت پہلے مخلص، منافق علیحدہ کر کے دکھا دیئے تھے (تفسیر نور العرفان ص ۱۱۶)

اس سے معلوم ہوا نبی ﷺ کے علم کا انکار منافقین کا کام ہے اور اُسے تسلیم کرنا مومنوں کا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو تسلیم ورضا کا اظہار کیا یہی مومن کی شان ہے اور اعتراض کرنا منافق کی پہچان۔

منافقین (علم غیب کے منکرین) کو رسوا کر کے مسجد سے نکال دینا سنت رسول اللہ ﷺ ہے: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنكُمْ مُنَافِقِينَ فَمَنْ سَمَّيْتُ فَلْيَقُمْ قُمْ يَا فُلَانُ قُمْ يَا فلان حَتَّى عَدَّ سِتًّا وَثَلَاثِينَ)) ۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا:- اے لوگو تم میں بعض منافق ہیں میں جس منافق کا نام لوں وہ کھڑا ہو جائے آپ ایک ایک کا نام لیتے گئے اے فلاں کھڑا ہو جائے اے فلاں کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ آپ نے چھتیس منافقین کا نام لیا۔ (بیہقی خصائص کبری جلد ۲ ص ۱۷۴ باب اخبار ﷺ بالمنافقین، تفسیر روح المعانی)

منافقین وسیلہ کے منکر ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ☆ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴾

﴿ اور جب اُن سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے معافی چاہیں (بخشش کی دعا کریں) تو وہ اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں ☆ ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا بے شک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا ﴾

سورہ منافقون (۵-۶) پارہ-۲۸ رکوع-۱۳

شانِ نزول : غزوہ مریسیع سے فارغ ہو کر جب نبی کریم ﷺ نے سرِ چاہ نزول فرمایا تو وہاں یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اجیر جہجاہ غفاری اور ابن ابی کے حلیف سنان بن وبر کے درمیان جنگ ہو گئی جہجاہ نے مہاجرین کو اور سنان نے انصار کو پکارا اس وقت ابن ابی منافق نے حضور سید عالم ﷺ کی شان میں بہت گستاخانہ اور بے ہودہ باتیں بکیں اور یہ کہا کہ مدینہ پہنچ کر ہم میں سے عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے اور اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اگر تم انہیں اپنا جھوٹا کھانا نہ دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں اب ان پر کچھ خرچ نہ کرو تا کہ یہ مدینہ سے بھاگ جائیں اُس کی یہ ناشائستہ گفتگو سن کر زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو تاب نہ رہی انہوں نے اُس سے فرمایا کہ خدا کی قسم تو ہی ذلیل ہے اپنی قوم میں بغض ڈالنے والا اور سید عالم ﷺ کے سر مبارک پر معراج کا تاج ہے حضرت رحمٰن جل جلالہ نے انہیں عزت وقوت دی ہے ابن ابی کہنے لگا چپ میں تو ہنسی سے کہہ رہا تھا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ خبر حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن ابی کے قتل کی اجازت چاہی سید عالم ﷺ نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں حضور انور ﷺ نے ابن ابی سے دریافت فرمایا کہ تو نے یہ باتیں کہی تھیں وہ مکر گیا اور قسم کھا گیا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کہا اُس کے ساتھی جو مجلس شریف میں حاضر تھے وہ کہنے لگے کہ ابن ابی بوڑھا شخص ہے یہ جو کہتا ہے ٹھیک ہی کہتا ہے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو شاید دھوکا ہوا ہو اور بات یاد نہ رہی ہو پھر جب اوپر کی آیات نازل ہوئیں ابن ابی کا جھوٹ ظاہر ہو گیا تو ابن ابی سے کہا گیا کہ جا سید عالم ﷺ سے درخواست کر حضور تیرے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں تو گردن پھیری اور کہنے لگا کہ تم نے کہا ایمان لا تو میں ایمان لے آیا تم نے کہا زکوٰۃ دے تو میں نے زکوٰۃ دی اب یہی باقی رہ گیا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو سجدہ کروں اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے وسیلہ کا انکار کرنا منافقین کی علامت ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اس گھاٹی پر کون چڑھے گا اس سے وہ گناہ معاف ہوں گے جو بنی اسرائیل سے ہوئے تو اس پر پہلے جو چڑھا وہ ہمارے سوار تھے بنی خزرج پھر لوگ تانتا باندھ کر چڑھے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سب کی بخشش ہوگئی سوائے اس سرخ اونٹ والے کے تو ہم اس کے پاس پہنچے اور اس سے کہا آ تیرے لئے رسول اللہ ﷺ دعائے مغفرت فرمادیں وہ بولا کہ میرا اپنی گمی چیز پالینا تمہارے صاحب کی دعائے مغفرت سے مجھے زیادہ پیارا ہے۔ مسلم کتاب صفات المنافقین حدیث 2780 مشکوۃ کتاب المناقب باب جامع المناقب حدیث 6229)

یہ سرخ اونٹ والا عبداللہ بن ابی منافق تھا یہ اس کا کفر تھا کہ اس نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری سے انکار کیا یعنی وسیلے کا انکار کیا اسی لئے مفتی احمد یار خاں صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں مذکورہ بالا آیت اسی طرف اشارہ ہے ﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سے بے نیاز ہونا اپنے کو ان کا محتاج نہ جاننا یہ سمجھنا کہ میں خود ہی خدا تعالیٰ سے سب کچھ لے لوں گا مجھے حضور ﷺ کی کیا ضرورت ہے صریح کفر ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

منافقین صحابہ کرام اور اولیاء کے گستاخ ہوتے ہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے:- اور جب ان سے کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لائیں سنو وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۳)

الناس سے مراد یا صحابہ کرام ہیں یا مومنین (تفسیر خزائن العرفان)

مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت لکھتے ہیں۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صالحین کو برا کہنا منافقین کا طریقہ ہے جیسے روافض صحابہ کرام کو خوارج اہل بیت کو، غیر مقلد امام ابو حنیفہ کو وہابی اولیاء اللہ کو برا کہتے ہیں ان سب کو اس آیت سے عبرت پکڑنی چاہئے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا خود بدلہ لیتا ہے کہ رب نے جواب میں انہیں احمق، بیوقوف فرمایا، تیسرے یہ کہ علماء کو بے دینوں کے طعنوں سے برا نہ ماننا چاہئے کیونکہ بے دینوں کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:- وہی (منافق) ہیں جو کہتے ہیں ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں یہاں تک کہ پریشان ہو جائیں۔ (سورۃ المنافقون آیت ۷) یعنی محبوب میں ان کو کیسے بخشوں یہ تو آپ کے صحابہ کے دشمن ہیں اور لوگوں کو ان کی خدمتیں کرنے سے روکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کا دشمن کبھی نہ بخشا جائے گا صحابہ کی خدمت ایمان کی سند ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:- (منافق) کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے اسے جو ذلت والا ہے نکال دیں گے اور عزت تو اللہ اس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے۔ (سورۃ المنافقون آیت ۸)

اس آیت میں منافقوں نے صحابہ کرام کو ذلیل کہا اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے گستاخ کو خود جواب دیا اور گستاخ صحابہ کو منافق کہا تو اگر صحابہ کا گستاخ منافق ہے تو نبی کریم ﷺ کا گستاخ اس سے بڑا منافق ہے۔

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے لکھا:

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۳)

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۵)
ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۵) نعوذ باللہ

منافقین صلح کلی ہوتے ہیں: اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یونہی ہنسی کرتے تھے۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۴)

مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت لکھتے ہیں۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار و منافقین اللہ کے نزدیک شیاطین ہیں لہذا جوان کی خوشامد میں تعظیم کرے وہ شیاطین کی تعظیم کرتا ہے، دوسرے یہ کہ اپنی مجلسوں میں مسلمانوں سے چھپ کر تبرا کرنا منافقوں کا کام ہے، تیسرے یہ کہ شریعت یا شریعت والوں کا مذاق اڑانا کفر ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

منافق فساد کو اصلاح کہتے ہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور جب ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ سن لو وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔ (سورہ بقرہ آیت ۸)

مفتی احمد یار خاں صاحب اس کے تحت لکھتے ہیں: اس طرح کہ مومن اور کافر دونوں کو راضی رکھتے ہیں کہ ہم پالیسی دان ہیں۔ صلح کل ہیں۔ معلوم ہوا کہ صلح کلی فساد کی جڑ ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں کو حقیر نہیں جانتا مگر منافق: اسلام میں بوڑھا ہونے والا، صاحب علم (عالم دین) انصاف کرنے والا حاکم۔ (طبرانی فی الکبیر، الترغیب کتاب العلم حدیث ۱۷۴)

انصار سے محبت کرنے والا مؤمن اور بغض رکھنے والا منافق ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آيَةُ الإِيْمَان حُبُّ الأنصارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الأنْصَارِ ،

ایمان کی نشانی انصار سے محبت ہے اور منافقت کی نشانی انصار سے بغض ہے۔

(بخاری حدیث: ۳۷۸۴ کتاب المناقب باب حب الانصار مسلم حدیث: ۷۴ کتاب الایمان، مشکوۃ حدیث: ۶۲۱۵ کتاب المناقب باب جامع المناقب)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلأنْصَارُ لايُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللهُ ،

انصار سے صرف مؤمن ہی محبت رکھتا ہے اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھتا ہے جو ان سے محبت کرے گا اللہ اس سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ اس سے بغض رکھے گا۔

(بخاری حدیث: ۳۷۸۳ کتاب المناقب باب حب الانصار، مسلم حدیث: ۷۵ کتاب الایمان مشکوۃ حدیث: ۶۲۱۶ کتاب المناقب باب جامع المناقب)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حُبُّ ابِی بکرٍ وعمرَ ایمانٌ وبُغْضُهُما نِفَاقٌ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان ہے اور ان دونوں کا بغض نفاق ہے ایک روایت میں کفر کے لفظ بھی آئے ہیں۔ (جامع صغیر حدیث 3665)

حب حضرت علی ایمان کی علامت اور بغضِ علی نفاق کی علامت: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی قسم جس نے دانہ چیرا اور ہر جان کو پیدا کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے عہد فرمایا کہ مجھ سے محبت نہ کرے گا مگر مومن اور مجھ سے بغض نہ رکھے گا مگر منافق۔ (مسلم مشکوۃ کتاب المناقب مناقب علی حدیث ۶۰۸۸)

حب حضرت علی ایمان کی علامت اور بغضِ علی نفاق کی علامت مگر محبت سے مراد ہے سچی محبت نہ کہ محض دعوی محبت سچی محبت بفضلہٖ تعالیٰ اہل سنت کو حاصل ہے سچی محبت کی چند علامات ہیں ایک یہ کہ اعمال میں ان سرکار کی پیروی کرے ان کی مخالفت نہ کرے حضرت علی کی ساری اولاد سارے

دوستوں سے محبت کرے بغض صحابہ اور حب علی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے غضب تو دیکھو کہ حضرت علی کے دو بیٹوں سے محبت اور ان کے باقی بیٹوں سے عداوت، ابوبکر، عمر عثمان اور ام کلثوم یہ سب اولادِ علی ہیں شیعہ ان کو گالیاں دیتے ہیں یہ کیسی محبت ہے؟ (مراۃ المناجیح ج ۸ ص ۳۴۵)

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: بعض لوگوں نے ابن تیمیہ کو زندقہ (بے دینی گمراہی) کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ وہ کہتا تھا کہ نبی کریم ﷺ سے مدد نہیں مانگنی چاہئے ۔ اس قول میں نبی کریم ﷺ کی تنقیص ہے اور آپ کی تعظیم کا انکار ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ابن تیمیہ منافق ہے کیونکہ وہ حضرت علی کے بارے میں کہتا تھا کہ آپ نے سترہ مقامات پر خطا کی اور کتاب اللہ کی مخالفت کی وہ جہاں بھی گئے انہوں نے شکست کھائی، انہوں نے بار بار خلافت حاصل کرنے کی کوشش کی اور ناکام رہے، اور ان کی جنگ حکومت کے لئے تھی دین کے لئے نہیں تھی۔ اور ابن تیمیہ نے کہا کہ حضرت عثمان مال سے محبت کرتے تھے۔ اور حضرت ابوبکر کے بارے میں کہا کہ وہ بوڑھے تھے وہ نہیں جانتے تھے کہ کیا کر رہے ہیں اور حضرت علی کے بارے میں کہا کہ وہ بچپن میں اسلام لائے تھے اور بچپن کا اسلام لانا ایک قول کے مطابق صحیح نہیں ہوتا اور حضرت علی سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔ (الدرر الکامنہ ج ۱ ص ۱۵۵) شرح مسلم سعیدی ج ۳ ص ۷۴۶)

منافق نیکی کے کاموں سے روکتے ہیں: ارشاد باری تعالی ہے: منافق مرد اور منافق عورتیں (نفاق میں) سب ایک دوسرے کے مشابہ ہیں برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں۔ (سورہ التوبہ آیت: ٦٧) مفتی احمد یار خاں صاحب اس کے تحت لکھتے ہیں: معلوم ہوا کہ اچھی باتوں سے روکنا کفار کا طریقہ ہے۔ اس سے وہابیہ کو عبرت چاہئے کہ وہ ہمیشہ کار خیر ہی سے روکتے ہیں وہابی کھیل تماشے روکنے پر زور نہیں دیتے جب روکتے ہیں تو اللہ رسول کے ذکر سے یا اچھی مجلسوں سے، اللہ انہیں سمجھ دے۔ (تفسیر نور العرفان)

سوال نمبر ۲ کا جواب

گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گانا دل میں نفاق ایسے اگاتا ہے جیسے پانی کھیتی کو۔ (بیہقی، مشکوۃ کتاب الاداب باب البیان والشعر حدیث 4810)

مفتی احمد یار خاں صاحب اس کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی مرد کا گانا خود گانے والے اور سننے والے کے دل میں نفاق پیدا کرتا ہے، لہذا عورت کا گانا، سننا یا عورت و مرد کا گانا یا باجہ پر گانا اس سے بدتر ہے۔ عرب کہتے ہیں گانا زنا کا منتر ہے۔ اجنبی عورتوں سے مرد نعت بھی نہ سنیں کہ آواز میں دلکشی ہوتی ہے اس لئے عورتوں کو اذان دینا تکبیر کہنا، خوش الحانی سے اجنبیوں کے سامنے تلاوت قرآن کرنا سب ممنوع ہے۔ عورت کی آواز بھی ستر ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۰۸)

حضرت داود علیہ السلام کی دلکش آواز کے کرشمے

حضرتِ سیِّدُنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: اللہُ وَدودعَزَّ وَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا داود علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو اس قدر نوازا تھا کہ آپ کی خوش الحانی کے باعث چلتا ہوا پانی ٹھہر جاتا، پرندے اور جانور آوازِ مبارک سن کر پناہ گاہوں سے باہَر نکل آتے، اُڑتے پرندے گر پڑتے اور بسا اوقات ایک ایک ماہ تک مدہوش پڑے رہتے اور دانہ نہ چگتے، شیر خوار بچے نہ روتے نہ دودھ طلب کرتے، کئی افراد فوت ہو جاتے حتّٰی کہ ایک بار آپ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی پُرسوز آواز کے سبب بہُت سارے افراد دم توڑ گئے۔ شیطان یہ سب کچھ دیکھ کر جل بھن کر کباب ہوا جا رہا تھا بالآخر اُس نے بانسری اور طنبورہ بنایا اور حضرتِ سیِّدُنا داود علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے رحمتوں بھرے اجتماع کے مقابلے میں اپنا نُحوستوں بھرا اجتماع یعنی محفلِ موسیقی کا سلسلہ شروع کیا۔ اب سامعینِ داودی دو گروہوں میں مُنقسم ہو گئے، سعادت مند حضرات حضرت سیِّدُنا داود علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ہی کو سنتے جبکہ بد بخت افراد گانے باجوں اور راگ رنگ کی محافل میں شرکت کر کے اپنی آخرت خراب کرنے لگے۔ (ماخوذ از کشف المحجوب ص)

کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائیگا: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! گانے باجے سننا سنانا شیطانی اَفعال ہیں، سعادت مند مسلمان ان چیزوں کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔ گانوں باجوں سے بچنا بے حد ضروری ہے کہ اِس کا عذاب کسی سے بھی نہ سہا جاسکے گا۔ حضرت سیِّدُنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے ": جو شخص کسی گانے والی کے پاس بیٹھ کر گانا سنتا ہے قیامت کے دن اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ اُنڈیلے گا"۔ (کنزُ العُمّال)

بندر و خنزیر: عُمدۃُ القاری میں ہے، مدینے کے تاجدار، رسولوں کے سالار، جناب احمدِ مختار صَلَّی اللہ تعَالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم کا ارشادِ عبرت بنیاد ہے: آخِر زمانہ میں میری اُمّت کی ایک قوم کو مَسْخ کر کے بندر اور خنزیر بنادیا جائے گا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسولَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ وَصَلَّی اللہ تعَالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم خواہ وہ اِس بات کی گواہی دیتے ہوں کہ آپ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہ تعَالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم ہیں اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ فرمایا: ہاں خواہ نَمازیں پڑھتے ہوں، روزے رکھتے ہوں، حج کرتے ہوں۔ عرض کی گئی: ان کا جُرم کیا ہوگا؟ فرمایا: وہ عورتوں کا گانا سنیں گے اور باجے بجائیں گے اور شراب پئیں گے اسی لَہْو ولَعِب (یعنی کھیل کود) میں رات گزاریں گے اور صبح کو بندر اور خنزیر بنادیے جائیں گے۔ (عُمدۃُ القاری ج ص دار الفکر بیروت)

سُرخ آندھیاں: حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ المُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیم سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت، محبوبِ رَبُّ الْعِزّت عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جب میری اُمّت پندرہ خصلتیں اختیار کرلے گی تو اس پر آفتیں اور بلائیں نازل ہوں گی عرض کی گئی: یارسولَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم وہ کون سی خصلتیں ہیں؟ فرمایا: () جب مالِ غنیمت کو ذاتی دولت بنالیا جائے اور () امانت کو مالِ غنیمت بنالیا جائے اور زکوٰۃ کو جُرمانہ سمجھا جائے اور () آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے اور () ماں کی نافرمانی کرے اور () دوست کے ساتھ بھلائی کرے اور () باپ کے ساتھ بے وفائی کرے اور () مساجد میں آوازیں بُلند کی جائیں (یعنی مسجدوں میں دنیاوی باتوں کا شور، لڑائیاں، جھگڑے ہونے لگیں اور () سب سے رَذِیل (یعنی کمینہ ترین) شخص کو قوم کا سردار بنالیا جائے اور () کسی شخص کے شَر سے بچنے کیلئے اُس کی عزت کی جائے اور () شرابیں پی جائیں اور () ریشم پہنا جائے اور () گانے والیوں اور () آلاتِ مُوسیقی کو رکھا جائے اور () اِس اُمّت کے بعد والے پہلوں کو بُرا کہیں، اُس وقت لوگوں کو سُرخ آندھیوں یا زلزلوں یا زمین میں دھنسنے یا چہروں کے مسخ یا پتھر برسنے کا انتظار کرنا چاہیے۔ (سنن الترمذی 2211 حدیث، مشکوٰۃ کتاب الفتن 5450) یاد رکھئے! موسیقی والے گانے سننا گناہ ہے بلکہ کہیں سے اس کی آواز آرہی ہو تو وہاں سے ہٹ جانا اور نہ سننے کی بھرپور کوشش کرنا ضروری ہے چُنانچہ حضرتِ علامہ شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی فرماتے ہیں ": بانسری اور دیگر سازوں کا سننا بھی حرام ہے اگر اچانک سُن لیا تو معذور ہے اور اس پر واجب ہے کہ نہ سننے کی پوری کوشش کرے۔" (رَدُّ الْمُحتار)

مُوسیقی کی آواز سے بچنا واجِب ہے: حضرتِ سیِّدُنا علاّمہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، "(لچکے توڑے کے ساتھ) ناچنا، مذاق اُڑانا، تالی بجانا، سِتار کے تار بجانا، بَربَط، سارنگی، رباب، بانسری، قانون، جھانجھن، بِگل بجانا، مکروہِ تحریمی (یعنی قریب بہ حرام) ہے کیونکہ یہ سب کفّار کے شعار ہیں، نیز بانسری اور دیگر سازوں کا سننا بھی حرام ہے اگر اچانک سُن لیا تو معذور ہے اور اس پر واجب ہے کہ نہ سننے کی پوری کوشش کرے" (رَدُّ الْمُحتار)۔ (مُوسیقی کی آواز آتی ہو تو ہٹ جایئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جوں ہی موسیقی کی آواز آئے تو ممکنہ صورت میں فوراً کانوں میں اُنگلیاں داخل کر کے وہاں سے دُور ہٹ جانا چاہیے۔ اگر اُنگلیاں تو کانوں میں ڈال دیں مگر وہیں کھڑے یا بیٹھے رہے یا معمولی سا پرے ہٹ گئے تو مُوسیقی کی آواز سے بچ نہیں سکیں گے۔ اُنگلیاں کانوں میں ڈال کر نہ سہی مگر کسی طرح بھی مُوسیقی کی آواز سے بچنے کی بھرپور کوشش کرنا واجِب ہے۔ اگر کوشش نہیں کریں گے تو ترکِ واجِب کا گناہ ہو گا۔ آہ! آہ! آہ! اب تو سیاروں، طیاروں، مکانوں، دُکانوں، ہوٹلوں، چوراہوں اور گلیوں بازاروں میں جس طرف بھی جایئے موسیقی کی دُھنیں

سنائی دیتی ہیں۔گانے جاری ہونے کی صورت میں ہوٹل میں کھانے پینے کی ہرگز ترکیب نہیں کرنی چاہئے۔

فون کی میوزیکل ٹیونز سے توبہ کیجئے: افسوس صد کروڑ افسوس ! آج کل مذہبی نظر آنے والے افراد کے موبائل فون میں بھی مَعاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ اکثر میوزیکل ٹیون ہوتی ہے اور یہ ناجائز ہے۔جس کے فون میں میوزیکل ٹیون ہو اُس کیلئے ضروری ہے کہ ابھی اور اِسی وقت توبہ بھی کرے اور ہاتھوں ہاتھ اپنی اِس منحوس ٹیون کو ہمیشہ کیلئے ختم کردے۔ورنہ جب جب یہ میوزیکل ٹیون بجے گی خود بھی سننے کی آفت میں پڑے گا اور دوسرا مسلمان بھی اگر سننے سے بچنے کی کوشش نہیں کریگا تو پھنسے گا۔

واقعی حالات ناگفتہ بہ ہیں جو لوگ حساس ہوتے ہیں ان کیلئے موسیقی کے معاملہ میں سخت امتحان کا دور ہے۔میں ایک اسلامی بھائی کو جانتا ہوں جس کا مکان بازار کے ساتھ ہونے کے سبب وقتاً فوقتاً موسیقی کے ساتھ گانوں کی آوازیں آتی رہتی ہیں، بے چارہ کبھی اِس کمرہ میں پناہ لیتا ہے تو کبھی اُس کمرہ میں، پھر بھی آواز آتی ہے تو دروازے کھڑکیاں بند کر کے بچنے کی سعی کرتا ہے۔ایسوں کا مذاق اڑانے کے بجائے ہر ایک مسلمان کو موسیقی کی آواز سے بچنے کی بھرپور کوشش کر کے اپنی آخرت کیلئے بھلائی کا سامان کرنا چاہئے۔موسیقی کی آواز سے بچنے کیلئے ہیڈ فون بھی کارآمد ہے، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ضرورتاً کانوں میں روئی یا فوم کے ٹکڑے رکھ دیئے جائیں۔فوم کے ٹکڑے مختلف انداز (یا مختلف ناموں مثلاً UG FOAM EAR PL) وغیرہ میں مخصوص میڈیکل اسٹور سے بھی مل سکتے ہیں۔بیان کردہ احتیاطوں پر عمل کرنے کو میں واجب نہیں کہتا۔نیز موسیقی کی آواز آنے کی وجہ سے اپنا گھر چھوڑ کر بھاگنے یا بسوں وغیرہ کا سفر ناجائز ہونے کا حکم بھی نہیں لگاتا کہ فی زمانہ اِس میں شدید حرج ہے۔بس موسیقی کی آواز کو دل میں بُرا جانتے ہوئے جس سے جس طرح بن پڑے بچنے کی کوشش کر کے ثواب کمایئے۔

مزید تفصیل جاننے کے لئے امیر اہل سنت کی یہ کتاب پڑھیں (گانوں کے 35 کفریہ اشعار)

ڈاکٹر ذاکر نائیک کے نظریات:

س ڈاکٹر ذاکر نائیک کے نظریات کے بارے میں وضاحت کی جائے کہ وہ اسلامی ہیں یا غیر اسلامی

(شاہد علی طالب علم اولیول آرمی پبلک سکول سیالکوٹ کینٹ)

ج ڈاکٹر ذاکر نائیک کے نظریات سراسر غیر اسلامی ہیں اس کا تعلق خارجی دجالی گروہ سے ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی، وہ قرآن بہت پڑھے گی لیکن قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔وہ دین اسلام سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ان کی علامت سر منڈانا ہے، یہ نکلتے ہی رہیں گے حتیٰ کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔جب تم ان سے ملو تو تم انہیں قتل کر دو اور جان لو کہ یہ بدترین مخلوق ہیں۔ نسائی حدیث نمبر ٤١١٤ کتاب التحریم باب من شھر سیفہ ۔مشکوۃ حدیث نمبر ٣٥٥٣ کتاب القصاص باب قتل اھل الردۃ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرمایا یہ لوگ کفار کے حق میں نازل شدہ آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔بخاری حدیث نمبر ٦٩٣٠ کتاب استتابۃ المرتدین باب قتل الخوارج

ڈاکٹر ذاکر نالائق کی گمراہیاں اور کذب بیانیاں: (۱) ڈاکٹر ذاکر نالائق نے اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں کی بجائے اپنے مختلف پروگراموں میں اللہ تعالیٰ کے لئے ,,بھگوان،، کا لفظ استعمال کیا (حوالہ دیکھئے ,,اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں،،) حالانکہ یہ ہندوؤں کا اپنے دیوتاؤں کے لئے علامتی لقب ہے۔اللہ تعالیٰ کو بھگوان کہنا حرام ہے اگر کسی نے خدانخواستہ کہا تو وہ توبہ استغفار کرے اور اللہ تعالیٰ کو بھگوان کے نام سے مخاطب نہ کرنے کا عہد کرے۔(فتاویٰ فقیہ ملت ج۱ ص۲۲) اللہ تعالیٰ کو رام کہنا کفر ہے (فتاویٰ امجدیہ جلد۴ ص۴۱۸)

(۲) ذات باری تعالیٰ پر جھوٹ بولا اور کہا ,,اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قرآن اور صحیح حدیث کو پکڑو (حوالہ ,,دین حق کانفرنس،،) صحیح حدیث کی اہمیت اپنی جگہ

مسلم ہے لیکن اللہ عزوجل نے کہیں ایسا نہیں فرمایا بلکہ یہ نالائق کا صریح جھوٹ ہے جس سے توبہ کرنا لازم ہے۔(۳) ڈاکٹر ذاکر نالائق کہتا ہے میں جب صحیح بخاری دیکھتا ہوں تو اس میں کئی احادیث ہیں کہ آمین زور سے بولیں (حوالہ انٹرویو آغاز) یہ بھی ڈاکٹر ذاکر نالائق کا جھوٹ ہے اگر سچا ہے تو کئی احادیث تو دور کی بات ہے صرف تین احادیث صریحہ مرفوعہ صحیح بخاری سے دکھادے ورنہ اس جھوٹ سے بھی اعلانیہ توبہ کرے۔(۴) ڈاکٹر ذاکر نالائق قرآن پاک پر جھوٹ بولتے ہوئے کہتا ہے,,قرآن کی روشنی میں دیکھیں گے تو تین طلاق ایک ساتھ دیں گے تو ایک ہی ہوتی ہے۔(پروگرام دہلی,, سوال وجواب،،) حالانکہ قرآن پاک میں ایسا حکم کہیں بھی موجود نہیں کہ تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں۔اگر سچا ہے تو قرآن کی وہ آیت بتائے ورنہ اعلانیہ توبہ کرے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔(سورہ النحل ۱۱۶-۱۱۷) پارہ ۱۴)(۵) اپنے وہابی اپنے امام ابن تیمیہ کی حمایت میں صحابیِ رسول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخالفِ قرآن وسنت بتایا کہتا ہے,,ابن تیمیہ (کہتے ہیں) یہ حضرت عمر وہ ہیں کہ محمد ﷺ نے جو کہا اس کے اوپر نہیں اسلئے ہمیں بات ماننی چاہئے قرآن اور اللہ کے رسول کی (اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں) ودیگر دیکھئے معاذ اللہ تین طلاق کے مسئلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہابیوں نے ابن تیمیہ کی حمایت میں مخالفِ قرآن وسنت قرار دیا۔ وہ عمر جن کی رائے کے مطابق بعض اوقات اللہ کا قرآن نازل ہوجاتا تھا ذاکر نالائق یہ گستاخی کرکے شیعوں پر بازی لے گیا ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑلو۔(ابوداود 4607 ترمذی 2676 ابن ماجہ 43، مشکوۃ 165 کتاب الایمان) معلوم ہوا کہ اس کا نبی کریم ﷺ کے فرمان پر ایمان نہیں ہے۔(۶) ذاکر نالائق تقلید کی من گھڑت اور جھوٹی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے,,جو عالم کے پاس آپ گئے اس کا فتوی قرآن وحدیث کے خلاف ہے پھر بھی وہ آپ لے لیں کہ وہ بڑا عالم ہے میں اس کی بات مانوں گا اسے کہتے ہیں,,تقلید،، (انٹرویو دبئی پروگرام آغاز) ذاکر نالائق کا یہ صریح جھوٹ ہے مقلدین کے کسی مسلمہ بزرگ نے ایسی تعریف بیان نہیں کی اور نہ اس کو شرعی تقلید کہا جاتا ہے۔ڈاکٹر نالائق یا تو یہ تعریف کسی معتبر ومستند کتاب سے دکھائے یا پھر اس جھوٹ اور دھوکے سے توبہ کرے۔(۷) ذاکر نالائق نے اپنے مختلف بیانات میں کہا کہ حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی سب فرقے ہیں اپنے آپ کو صرف مسلمان کہو لیکن خود ذاکر نالائق کہتا ہے میں,,اہل صحیح حدیث،، ہوں۔اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ,,اہل صحیح حدیث،، فرقہ نہیں ہے اگر نہیں تو قرآن وحدیث سے برہان پیش کرو کہ اپنے آپ کو مسلمان کے علاوہ,,اہل صحیح حدیث،، کہا جاسکتا ہے۔پھر اصولِ حدیث کے مطابق یہ بھی بتاؤ کہ صحیح لغیرہ، حسن اور حسن لغیرہ جو احادیث ہیں کیا وہ تمہارے ہاں قبول نہیں، اگر ہیں تو پھر ان کا لقب کیوں نہیں رکھتے؟ اپنے آپ کو اس طرح لکھا کرو,,اہل حسن حدیث،،,,اہل صحیح لغیرہ حدیث"صرف صحیح حدیث کو ماننا اور باقی کو رد کرنا کہیں فتنہِ انکار حدیث کو پسِ پردہ تقویت تو نہیں دی جارہی۔(۸) ڈاکٹر نالائق نے اپنے پروگراموں کے نام غلط اور اسلامی نظریہ کے خلاف رکھے۔ مثلاً,,اسلام اور عیسائیت میں یکسانیت،،,,اسلام اور ہندوازم میں ہم آہنگی،،(۹) ذاکر نالائق! غیر مسلموں کو بھائی اور بہن کہہ کر پکارتے ہیں، ہندو بھائی، سکھ بھائی، عیسائی بھائی۔قرآن وحدیث سے ثابت کیجئے کہ نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام نے کسی غیر مسلم کو بھائی کہا ہو۔اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: صرف مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔(سورہ حجرات)(۱۰) ڈاکٹر نالائق خود ساختہ تاویل کے تحت مسلمانوں کو اور خود کو,,جغرافیائی ہندو،، کہنا صحیح تسلیم کرتے ہیں۔حالانکہ ہندو ایک غیر مسلم کا لقب ہے۔(۱۱) ڈاکٹر نالائق نے اپنے بیان میں کہا کہ آج کی تاریخ ہم محمد ﷺ سے بھی نہیں مانگ سکتے۔(معاذ اللہ) ویڈیو سی ڈی) اور آگے جتنے سامعین بیٹھے تھے سب نے یہود ونصاری کا طریقہ اپناتے ہوئے تالیاں بجائیں اور نبی اکرم ﷺ کا مذاق اڑایا اور مزید کہا کہ باقی بابا لوگوں کو تو چھوڑ دو محمد ﷺ سے بھی مانگنا حرام ہے (معاذ اللہ) میرا اس نالائق کو چیلنج ہے کہ قرآن کی ایک آیت بتائے یا ذخیرہ احادیث میں سے صرف ایک حدیث بتائے جس کا یہ ترجمہ ہو کہ محمد ﷺ سے بھی مانگنا حرام ہے۔یا کسی صحابی کا فرمان پیش کیا جائے انشاء اللہ قیامت تک ایک بھی دلیل پیش نہیں کرسکتے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے کہ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔اس کے برعکس ہمارے پاس سینکڑوں دلائل ہیں۔نبی کریم ﷺ نے

خود حضرت ربیعہ سے فرمایا: اے ربیعہ مانگو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کچھ اور بھی مانگ لے۔ (مسلم کتاب الصلاۃ باب فضل السجود حدیث عربی 489 اردو 997 مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب السجود وفضلہ حدیث 896) کیا نبی کریم ﷺ نے حرام کا حکم دیا اور صحابہ کرام نے حرام کا ارتکاب کیا بے شرموں شرم کرو تم اہل حدیث نہیں بلکہ منکر حدیث ہو اور گستاخ رسول ہو۔ اسی لئے پاکستان اور ہندوستان کے علمائے نے ڈاکٹر پر کفر کا فتوی لگایا۔ اور امام عالی مقام کے قاتل یزید بد بخت کو رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ کہا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خارجی اور یزیدی ٹولے کا ایک فرد ہے (بیان ویڈیو سی ڈی موجود ہے۔) اسی لئے ہندوستان میں اس پر پابندی ہے۔

فقہاء احناف کے نزدیک مدت رضاعت:

سوال: فقہاء احناف کے نزدیک مدت رضاعت (دودھ پلانے کی مدت) کتنی ہے۔ وضاحت فرما دیں۔ (علامہ محمد عطاء آسوی بہاولپور)

ج علامہ سرخسی لکھتے ہیں کہ مدت رضاعت میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ مدت تیس ماہ ہے امام محمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ مدت دو سال ہے اور امام زفر کے نزدیک تین سال ہے۔ امام محمد اور امام ابو یوسف کی یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ,,مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں یہ مدت اس کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدت مکمل کرنا چاہے،، (سورہ بقرہ:۲۳۳) اور تکمیل کے بعد اضافہ نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے (سورہ لقمان:۱۴) اور دودھ چھوٹنے کے بعد دودھ نہیں پلایا جاتا، اور ظاہر یہ ہے کہ دو سل کے اندر بچے کو دودھ کفایت کرتا ہے اور دو سال کے بعد بچے کو دودھ کفایت نہیں کرتا اور دو سال کے بعد بچہ رضاعت کے حق میں بڑوں کی مثل ہو جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ اس کو پیٹ میں رکھنے اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ (سورہ احقاف آیت:۱۵) اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حمل اور دودھ چھڑانے دونوں سے ہر ایک مدت تیس ماہ ہے لیکن چونکہ دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ حمل کی مدت دو سال سے زیادہ نہیں ہوتی اس لئے دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ پر ہی محمول کرنی چاہئے، نیز اللہ تعالیٰ نے ﴿حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾ کے بعد فرمایا: پھر اگر (میاں بیوی) دونوں باہمی رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو دونوں میں سے کسی پر گناہ نہیں ہے،، (سورہ بقرہ:۲۳۳) اس آیت سے معلوم ہوا کہ دو سال کے بعد باہمی مشورہ سے دودھ چھڑایا جاتا ہے، اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ دو سال کے بعد دودھ پلانا جائز ہے، نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور اگر تم اپنے بچوں کو دودھ پلوانا چاہو تب بھی تم پر گناہ نہیں ہے۔ (سورہ بقرہ:۲۳۳)

اس آیت کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اس آیت سے مراد دو سال کے بعد دودھ پلوانا ہے اور اس لئے بھی کہ دودھ جس طرح دو سال سے پہلے غذا بنتا ہے دو سال کے بعد بھی بنتا ہے اور دودھ دو سال کے بعد فوراً ہی نہیں چھڑایا جا سکتا بلکہ تدریجاً چھڑایا جاتا ہے، حتی کہ بچہ دودھ بھول جائے اور کھانا کھانے پر آمادہ ہو جائے اس لئے دو سال پر کچھ مدت کا اضافہ کرنا ضروری ہے اور جب اضافہ کرنا ضروری ہوا تو ہم نے ادنی مدت حمل کا اضافہ کیا جو چھ ماہ ہے اور دودھ پلانے کی انتہاء کو حمل کی ابتدا پر قیاس کیا، امام زفر یہ کہتے ہیں کہ جب اضافہ کرنا ہی ہے تو پورے سال کا اضافہ کیا جائے اس لئے وہ مدت رضاعت تین سال قرار دیتے ہیں۔ (المبسوط ج ۵ ص ۱۳۷ مطبوعہ بیروت، شرح مسلم سعیدی ج ۳ ص ۹۱۷)

اور جو حدیث میں ارشاد ہوا ہے: کہ دو سال کے بعد دودھ پلانا نہیں ہے، اس کا مطلب ہے کہ دو سال کے بعد دودھ پلانے کا استحقاق نہیں ہے۔ سو یہ مدت استحقاق ہے مدت جواز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ,,مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں (سورہ بقرہ:۲۳۳) یہ دو سال کی مدت بھی بچہ کے استحقاق کی مدت ہے دودھ پلانے کے جواز کی مدت نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور اگر تم اپنے بچوں کو دودھ پلوانا چاہو تب بھی تم پر گناہ نہیں ہے (سورہ بقرہ:۲۳۳) یعنی دو سال کے بعد دودھ پلانا چاہیں تب بھی جائز ہے۔ چھڑانا چاہیں تب بھی جائز ہے۔ لیکن وہ مستحق دو سال تک ہے۔

علامہ محمد بن محمد حصکفی حنفی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ مدت تیس ماہ ہے امام محمد اور امام ابویوسف کے نزدیک یہ مدت دو سال ہے۔ اور یہی قول زیادہ صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے (علامہ شامی نے علامہ طحطاوی کے حوالے سے لکھا ہے ان دونوں قولوں میں سے ہر ایک پر فتوی دیا گیا ہے۔ (الدرالمختار ج ۴ص ۲۹۲ مطبوعہ بیروت، تفسیر تبیان القرآن ج ۱۱ص ۸۰)

مکتوب شاہدرہ لاہور: جناب محترم علامہ نصر اللہ مدنی صاحب ہم سب آپ کے شکر گذار ہیں کہ آج تک ہم نے جتنے بھی سوالات پیش کئے ہیں آپ نے ان کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں حوالہ جات کے ساتھ تحریر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے آمین

حافظ صاحب آج کل بدعقیدگی کا دور دورہ ہے ہمارے پاس ایک کارڈ آیا ہے جس پر لکھا ہوا ہے ,,اسلامی عقیدہ قرآن وسنت کی روشنی میں اور اس میں یہ عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔ غیب کا علم صرف اللہ کے پاس ہے، ہدایت محمد رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں بھی نہیں، قبر میں دفن شدہ لوگ نہیں سنتے، مشکل کشا، حاجت روا، غریب نواز اللہ کے سوا کوئی نہیں، دعاؤں میں فوت شدہ لوگوں کا وسیلہ ڈالنا مشرکانہ عقیدہ ہے، سب انبیاء بشر تھے نور نہیں تھے۔ وغیرہا۔ حافظ صاحب آپ اس کارڈ کے جوابات ہو سکیں تو ,,الحقیقہ،، میں تحریر فرمادیں تاکہ عام مسلمان بھی ان گمراہ کن خیالات سے بچ سکیں جزاک اللہ خیرا (ممبران گذارشات اہل شاہدرہ لاہور) (حافظ محمد نثار عطاری خطیب جامع مسجد انوار مدینہ، محمد شہزاد عطاری، محمد ظہیر عطاری، محمد اشتیاق عطاری، محمد کامران حیدر عطاری، محمد نوید ادریسی، ڈاکٹر خالد علی، نور محمد، فیصل محمود نقشبندی۔)

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میرے عزیز بیٹو! مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ ,,الحقیقہ،، کا بڑے ذوق وشوق سے مطالعہ کرتے ہیں اور کافی تعداد میں خرید کر مفت تقسیم بھی کرتے ہیں اور کوئی بھی مسئلہ درپیش ہو فقیر سے رابطہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ سب کو دنیا اور آخرت کی سلامتی عطا فرمائے اور اسلام کا مبلغ بنائے بالخصوص حضرت علامہ حافظ محمد نثار عطاری صاحب کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے عرض یہ ہے کہ انشاء اللہ اس کا جواب ضرور دوں گا لیکن چونکہ مسائل بہت ہوتے ہیں ان تمام کا ,,الحقیقہ،، جواب دینا ممکن نہیں ہوتا کیونکہ دوسرے لوگوں کے مضامین بھی شائع کرنا ہوتے ہیں میرا طریقہ ہے کہ میں ہر مسئلہ کا مفصل جواب لکھتا ہوں تاکہ تشنگی باقی نہ رہے اگر ,,الحقیقہ،، میں جواب دوں تو کئی قسطیں بن جائیں گی لیکن اس طرح کے مسائل کے لئے تاخیر مناسب نہیں ہوتی اس لئے آپ کو اور دوسرے تمام قارئین کو میرا مشورہ یہی ہے اپنا ای میل ڈریس بھجیں میں سارا جواب لکھ کر بھیج دیتا ہوں آپ چند نوجوان مل کر اسے شائع کردیں محلہ میں اپنی تنظیم بنائیں ہر ماہ کوئی نہ کوئی چھوٹی کتاب یا پمفلٹ شائع کریں جو حضرات اس کار خیر میں حصہ لیں ان کا نام لکھیں یا اپنے اپنے فوت شدہ عزیز واقارب کے ایصال ثواب کے لئے شائع کریں یا اپنی مسجد کمیٹی کے نام پر شائع کریں یہ آپ کی بہت بڑی دینی خدمت اور بدعقیدگی کے خلاف جہاد ہوگا۔ میں پہلے بھی اس کا تقریباً ساٹھ ستر صفحہ پر مشتمل مکمل جواب لکھ چکا ہوں۔ شیخوپورہ سے بھائی محمد خلیل صاحب نے لکھوایا تھا وہ بھی اسے اپنے طور پر شائع کرنے والے ہیں۔

قارئین سے میری گذارش ہے کہ کسی علاقے میں بے دین شرارت کریں تو اہل علاقہ اس کا فوراً نوٹس لیں اس طرح کے کارڈ پولیس کو دکھا کر اس تقسیم کرنے والے کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے کہ یہ لوگ مذہبی دہشت گرد ہیں اور فرقہ واریت پھیلا رہے ہیں اس کے ردعمل میں اگر حالات خراب ہوتے ہیں تو پھر اس کی تمام تر ذمہ داری انتظامیہ پر ہوگی یا یہ بات سنی تحریک کے علم میں لائی جائے یا پھر مجھے آگاہ کیا جائے میں اس کا جواب لکھوں گا اور اسے شائع کر کے مفت تقسیم کیا جائے۔ بہر حال آپ کے حکم کے مطابق پہلی قسط حاضر ہے۔ اس نجدی خبیث نے جو قرآن کی آیات لکھی ہیں ان میں سے ایک آیت بھی دعوی کے مطابق نہیں ہے۔ اور یہ صاف قرآن کی تحریف ہے انہی لوگوں کے متعلق علامہ اقبال نے کہا ہے۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

☆☆☆

اسلام اور پاکستان کے خلاف گہری سازش

محمد عبداللہ ـــــ نائب صوبائی ناظم اعلیٰ شیران اسلام پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باطل قوتیں روز اول سے اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ آج کل چونکہ میڈیا کا دور ہے ہر گھر اور ہر فرد تک آپ اپنی سوچ بڑی آسانی سے پہنچا سکتے ہیں۔ اس لئے جہاں اس کو اسلام اور پاکستان کی بہتری کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے، ساتھ ساتھ کچھ افراد اس کو غلط استعمال کر کے اسلام اور پاکستان کو بدنام بھی کر رہے ہیں۔ کیونکہ امریکہ، بھارت اور اسرائیل کا پیسہ ان کے منہ سے بولتا ہے۔

حال ہی میں سندھ جو کہ باب اسلام ہے، وہ سندھ جس کے ساحل پر ایک مسلم قافلہ لٹتا ہے اور ہماری مسلم بہن کو پکڑ کر قید کیا جاتا تو ایک بہن کی پکار پر محمد بن قاسم راجہ داہر سے ٹکرا جاتا ہے اور اس طرح سندھ دھرتی پر اسلام کا پرچم بلند ہوتا ہے۔ محمد بن قاسم کے کردار اور حضرت شاہ عبداللہ غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت سید عثمان مروندی المعروف حضرت شہباز قلندر اور حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کے پیغام محبت سے سندھ اسلام کا مرکز بنتا ہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک لاکھوں غیر مسلم جن میں زیادہ تعداد ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والوں کی ہے اسلام کی دعوت قبول کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ کبھی بھی کسی کے اسلام قبول کرنے پر اتنا شور نہیں اٹھا جتنا آج سابقہ رنکل کماری اور موجودہ فریال شاہ کے اسلام قبول کرنے پر کیا جا رہا ہے۔ آخر کیوں؟ اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق ہر انسان کو اپنی مرضی اور خواہش سے دین قبول کرنے کی اجازت ہے تو امریکہ اور بھارت کو ان ہماری بہنوں کے اسلام قبول کرنے پر اتنی تکلیف کیوں؟

ہماری بیٹی یا بہن گھر سے بھاگ کر کورٹ میں شادی کر لے تو مغرب زدہ خواتین و حضرات یہ کہتے ہیں کہ وہ آزاد ہیں فیصلہ کرنے میں۔ یہ ان کا بنیادی حق ہے۔ آج وہ ہی ہمیں درس دینے والے اور امریکہ، اسرائیل اور بھارت کے پیسے پہ پلنے والی تنظیمیں فریال شاہ اور ڈاکٹر حفصہ کو یہ حق کیوں نہیں دینے پر تیار؟ دہرا معیار آخر کیوں؟

عدالت میں ہماری بیٹی یا بہن کے ایک 'بیان' پر فیصلہ ہوتا ہے، لیکن ہماری ان نو مسلم بہنوں کے سول کورٹ سندھ یا ہائیکورٹ یا سپریم کورٹ میں بیان کے باوجود ان کو شیلٹر ہاؤس کیوں بھیجا گیا؟ فیصلہ دینے میں اتنی تاخیر کیوں؟ کیا اس کو ڈبل سٹینڈرڈ نہیں کہتے؟۔ آئیں میں آپ کو ان سوالات کے جواب عرض کروں۔ وجہ یہ ہے کہ (رنکل کماری) فریال شاہ ہماری بہن کسی عام ہندو کی نہیں بلکہ ان کے مکھی (سردار) کی بیٹی ہے، جس کے اسلام قبول کرنے نے ان کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ہندو کو نسل پاکستان نے دنیا کے بڑے طاغوت امریکہ، جس کے وہ فادار ہیں، کی سرپرستی میں اتنا پیسہ بانٹا کہ میڈیا یا ہو یا NGO'S سب وہی کہہ رہے ہیں جو ان سے کہلوایا جا رہا ہے اور اسلام کو بدنام کیا جا رہا ہے اس بات کو بنیاد بنا کر۔ اور میں عرض کروں، ہم کیا پہلے تعداد میں کم ہیں جو دو لڑکیوں کو زبردستی کلمہ پڑھا کر مسلم بنائیں۔ نہیں ہمیں اس لئے ضرورت نہیں کہ قرآن کریم نے واضح اعلان فرما دیا ہے " **لا اکراہ فی الدین** " یہ آیت سب کو یاد ہے۔ لیکن عیسائیوں اور یہودیوں کے ہاتھوں غیرت ایمانی بیچنے والو! یہ آیت مبارک بھی یاد کر لو

ولن ترضی عنک الیھود ولا النصریٰ حتیٰ تتبع ملتھم (سورۃ بقرہ آیت 120)

ترجمہ: اور ہرگز یہود و نصاریٰ آپ سے راضی نہیں ہوں گے یہاں تک کہ آپ ان کے دین کی پیروی کرو۔

اس لئے تم جتنی بھی ان کی خدمت کر لو انجام برا ہے، نہ دنیا کے رہو گے نہ آخرت کے۔ تم صدام حسین، ضیاء الحق، حسنی مبارک اور پرویز

مشرف سے بڑھ کر تو خدمت نہیں کر سکتے ان کی۔ ان سب کا انجام دیکھ لو۔

ان مظلوم نو مسلم بہنوں کی پکار پر شیران اسلام پاکستان اور انجمن طلباء اسلام کے علاوہ کسی اور نے آج تک لبیک نہیں کہا کیوں؟۔ دفاع پاکستان کے نام پر جلسے کرنے والے جو کہ تحریک پاکستان میں کانگرس کی حمایت میں قائداعظم کو کافر اعظم کہتے تھے (نعوذ باللہ) ان بہنوں کی پکار پر جلسہ کیوں نہیں کرتے؟ حافظ سعید کو امریکہ نے دہشت گرد قرار دے کر اس کے سر کی قیمت رکھی تو لیڈران کی حمایت میں بولے اور جماعت دعوۃ نے پورے ملک میں مظاہرے کئے۔ لیکن ان نومسلم بہنوں کے لئے کوئی مظاہرہ نہیں کیا گیا، آخر کیوں؟ تمام سیاسی لیڈران گونگے بن گئے ہیں۔ کوئی ایک بیان ان بہنوں کی حمایت میں دینے کو تیار نہیں۔ ڈیزل صاحب کے آج بھی مفادات بھارت سے نہیں تو پھر خاموشی کیاں؟۔ انصاف اور انقلاب کی باتیں کرنے والے لیڈر کی جماعت کے سینئر ممبر حامد خان نے ان بہنوں کے کیس لڑنے سے انکار کیا آخر کیوں؟۔

اس لئے کہ یہ سب اپنے آقاؤں امریکہ، اسرائیل اور بھارت کو ناراض نہیں کر سکتے۔ ان سے جو رقم لیتے ہیں اس کو حلال کر کے دکھا رہے ہیں، ان کے وفادار ہیں۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے یہ خاموش ہیں۔ اس کے مقابلے میں دوسری طرف ANP اور MQM آئین پاکستان سے "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کی بجائے صرف "جمہوریہ پاکستان" کروانے کے مذموم ارادے کو عملہ جامہ پہنانے کے لئے سرگرم عمل ہیں اور ان ہماری نومسلم بہنوں کے معاملہ میں بھی سندھ کے قوم پرست اور MQM اسلام کے خلاف پراپیگنڈہ میں مصروف ہیں اور ہڑتال اور مظاہرے کئے جا رہے ہیں۔ وہ وفاداری کو ان ہڑتالوں اور مظاہروں کے ذریعے ثابت کر رہے ہیں۔ اور شنید یہ بھی ہے کہ سابقہ جج سپریم کورٹ بھگوان داس بھی اس معاملہ میں اثر انداز ہو رہا ہے اور اپنے اسلام تعصب کا اظہار کر رہا ہے۔

دوسری طرف کوئی غیر مسلم آسانی سے اسلام قبول نہ کرلے اس بارے میں قانون بنائے جانے کی تیاری بھی کی جارہی ہے۔ ان تمام باتوں پر غور کرنے اور فیصلہ کرنے کا وقت ہے۔ کل قیامت کے دن اگر ہماری ان نومسلم بہنوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں یہ عرض کی کہ ہم نے اسلام قبول کیا، کروڑوں مسلمان بھائی موجود تھے لیکن کسی نے ہمارا ساتھ نہ دیا تو کیا جواب دو گے؟ کیا ان کی پکار کو نہ سن کر ہم اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تکلیف نہیں دے رہے۔ ان نومسلم بہنوں کی جگہ اگر ہماری حقیقی بہنیں ہوتی پھر بھی یہی بے حسی ہوتی تھی؟

آیئے شیران اسلام کا پلیٹ فارم حاضر ہے۔ شیران اسلام اور ATI کے پلیٹ فارم سے ان تمام غداران وطن اور اسلام کو بتا دیں اسلام کے بیٹے زندہ ہیں، اسلام کے شیر زندہ ہیں۔ ہمارے بازوؤں کی قوت کو مت آزماؤ، آج بھی وہ ہمت اور جذبہ ان میں موجود ہے جو محمد بن قاسم کے بازوؤں میں تھا۔ جی ہاں شیران اسلام کے ہر نوجوان کے دل میں وہ جذبہ اور شوق شہادت آج بھی ٹھاٹھیں مار رہا ہے جو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں تھا اور جب تک اسلام کا ایک بھی شیر زندہ ہے تمہاری کوئی سازش اسلام اور پاکستان کے خلاف کامیاب نہیں ہو سکتی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ کوئی قانون اسلام کے خلاف اس ملک میں نہیں بن سکتا اور نہ ہی اسلام اور پاکستان کو الگ کیا جا سکتا ہے کیونکہ

پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

قربال شاہ سے رشتہ کیا لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

تمام مشائخ عظام اور علماء کرام سے دست بستہ عرض ہے کہ اپنا کردار ادا فرمائیں۔ ان معاملات میں اور آخر میں عرض ہے تمام وابستگیوں سے بالاتر ہو کر اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اپنی غلامی اور وابستگی کا اظہار کریں۔ دعوت عام ہے شیران اسلام کی طرف سے ہر نوجوان کو جو غیرت ایمانی رکھتا ہے وہ آئے اور شیران اسلام میں شامل ہو اسلام اور پاکستان دشمنوں کو ہر محاذ پر ناکام کرے۔ یہی ہمارا مشن ہے، یہی ہماری زندگی کا مقصد ہے اور یہی پیغام ہے حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کا۔

اُصولی سیاست سے وصولی سیاست تک......!

جناب ایسا پہلی بار تو نہیں ہوا......!   ہائے یہ اندازِ سیاست، توبہ توبہ

علامہ محمد احمد ترازی (داؤ کینٹ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جنرل حمید گل کے نزدیک مولانا فضل الرحمٰن کا یوٹرن افسوسناک ہے، وہ مولانا کے امریکی سفیر اور صدر سے ملاقات کے بعد موقف کی تبدیلی پر بھی حیران ہیں اور کہتے ہیں کوئی مجبوری نہ ہونے کے باوجود مولانا کا فیصلہ سمجھ سے بالاتر ہے، عمران خان کہتے ہیں کہ نیٹو سپلائی کی بحالی پر زرداری، نواز اور مولانا ڈیزل کا مک مکا ہو گیا ہے، زرداری اور نواز شریف بھائی ہیں جبکہ فضل الرحمٰن اُن کے پارٹنر ہیں، امیر جماعت اسلامی سید منور حسن کہتے ہیں کہ ن لیگ اور جے یو آئی کا حکومت کا اتحادی بن کر امریکی کیمپ میں جانا المیہ ہے، انہیں مولانا فضل الرحمٰن سے گلہ ہے کہ مولانا کل تک طالبان سے ہمدردی کر رہے تھے لیکن منٹر اور صدر سے ایک ہی ملاقات کے بعد وہ اپنا موقف تبدیل کر کے انجمن غلامان امریکہ کے ہمنوا بن گئے، اُن کا یہ بھی کہنا ہے کہ پارلیمنٹ میں بیٹھے لوگ قومی مفادات پر امریکی مفادات کو ترجیح دینے اور امریکی غلامی میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوششوں میں مصروف ہیں، کچھ اسی قسم کے خیالات دیگر سیاسی رہنماؤں کے بھی ہیں، لیکن ہمارا ماننا ہے اس میں حیرانی اور اچنبھے کی کوئی بات نہیں، نہ ہی ایسا پہلی بار ہوا ہے، دنیا جانتی ہے کہ میدان سیاست میں مولانا کا کردار کبھی بھی مثالی نہیں رہا، اُن کے طرز عمل نے ہمیشہ اُن کے بلند بانگ دعوؤں کی نفی کی ہے، جبکہ مولانا کی معاملہ فہمی، دور اندیشی، موقعہ شناسی اور ابن الوقتی سے ایک زمانہ واقف ہے، حال ہی میں مولانا نے خود فرمایا کہ "وہ صدر کی بات نہیں سنتے بلکہ اپنی ہر بات منواتے ہیں، اُن پر امریکی سفیر کیمرون منٹر سمیت کسی کا بھی منتر نہیں چلتا بلکہ اُن کا منتر دوسروں پر چل جاتا ہے۔" اب اِس اعتراف حقیقت کے بعد بھی کیا کچھ سمجھنے اور سمجھانے کی گنجائش باقی رہتی ہے۔

کیا جنرل حمید گل، عمران خان، منور حسین، قاضی حسین احمد، صاحبزادہ زبیر اور دفاع پاکستان کونسل کے دیگر سیاسی رہنما اِس حقیقت سے واقف نہیں ہیں، کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ مولانا حزب اختلاف میں رہ کر اقتدار کی سیاست کرتے ہیں، وہ ہمیشہ اقتدار کے مزے لوٹتے ہیں اور اکثر یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ انہیں "اقتدار عزیز نہیں، جمہوری اصولوں کی پاسداری چاہتے ہیں" مگر جمہوری اصولوں کی پاسداری اور اقتدار سے دوری کیلئے وہ ہمیشہ اُس کولیشن کا حصہ ہوتے ہیں جو مسند اقتدار پر متمکن ہوتی ہے، وہ ہمیشہ حکومت اور حکومتی کارکردگی کو کڑی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، لیکن در پردہ حکومت اور حکومتی اقدامات کی تائید و حمایت جاری رکھ کر کبھی گھاٹے کا سودا نہیں کرتے، کیا یہ لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ سیاسی حوالے سے مولانا کی گفتگو ہمیشہ تحفظات اور خدشات کے گرد گھومتی نظر آتی ہے، مگر درحقیقت یہ تحفظات اور خدشات اپنے مفادات کے تحفظ اور بقاء کیلئے ہوتے ہیں، کیا یہ لوگ اِس حقیقت سے بھی آشنا نہیں کہ مولانا فضل لرحمٰن نے ہر دور میں اقتدار کے مزے لوٹے اور مراعات یافتہ عہدوں کا حصول مولانا کا محبوب مشغلہ رہا ہے، وہ بے نظیر بھٹو کے دوسرے دور حکومت میں خارجہ امور کی کمیٹی کے چیئرمین رہے، پرویز مشرف کی مارشل لاء کے تحت وجود میں آنے والی اسمبلی

میں قائدحزب اختلاف رہے، جنرل مشرف کے دور حکومت کو آئینی تحفظ فراہم کرنے والی سترہویں آئینی ترمیم کو منظور کرانے میں اہم کردار ادا کرنے والے مولانا فضل الرحمٰن آج کشمیر کمیٹی کے چیئرمین ہیں، حالانکہ اُن کے اکابرین کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کو جہاد کے بجائے اپنے ملک (بھارت) سے بغاوت کے مترادف قرار دیتے تھے، جمہوریت، پارلیمنٹ کی بالادستی اور آئین وقانون کے راگ الاپنے والے یہ وہی مولانا فضل الرحمٰن ہیں جو 9 مارچ 2007ء کو چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کی معطلی کے غیر آئینی اقدام پر شاہراہ دستور پر شرمندہ شرمندہ نظر آئے، مگر 3 نومبر 2007ء کے غیر آئینی آمرانہ اقدام پر معزز عدلیہ کے ججز کے خلاف دل کا غبار نکالتے دکھائی دیئے۔

اپنی مدت پوری کرتی اسمبلیوں سے جنرل پرویز مشرف کے غیر آئینی اور غیر قانونی صدارتی انتخاب کے موقع پر متحدہ مجلس عمل کے متفقہ فیصلے کے مطابق قومی وصوبائی اسمبلیوں سے بیک وقت استعفیٰ دینے کے حوالے سے بھی مولانا کا دورخی کردار کسی ڈھکا چھپا نہیں، آئینی اور قانونی موشگافیوں، تحفظات اور خدشات کا تذکرہ کر کے حکومتوں کو بلیک میل کرنے والے مولانا فضل الرحمٰن کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ جائز و ناجائز کسی بھی طریقے سے اعلیٰ حکومتی عہدوں کو حاصل کیا جائے، لہٰذا اس میں حیرانی اور شکوے کی قطعاً کوئی بات نہیں، کیونکہ ایسا پہلی بار تو نہیں ہوا، مولانا موصوف تو یہ عمل بار ہا دہرا چکے ہیں، وہ ہر حکومت میں اسی وجہ سے شامل رہتے ہیں کہ اُن کے پیش نظر جمہوری نظام کی بقاء اور نظریاتی ترجیحات ہوتی ہیں، اب وہ نظریاتی ترجیحات مالی منفعت، جاہ ومنصب اور ذاتی مراعات کے گرد گھومتی ہوں یا جمہوری نظام کسی فوجی آمریت کی کوکھ سے جنم لیتا ہو، مولانا ہمیشہ اپنی نظریاتی ترجیحات کیلئے اُس جمہوری نظام کو بچانے کی تگ ودو ضرور کرتے ہیں، ہاں یہ الگ بات ہے کہ اُس جمہوری نظام کو بچاتے بچاتے مولانا کو کچھ نہ کچھ فوائد، مراعات اور مفادات حاصل ہو جاتے ہیں، نیٹو سپلائی بحالی معاملے پر بھی یقیناً مولانا نے کوئی نہ کوئی قیمت ضرور وصول کی ہوگی، سب جانتے ہیں کہ مولانا کارزار سیاست کے ایک ایسے شہسوار ہیں، جنہوں نے اپنے اسی انداز سیاست کی بدولت ملک کے سادہ لوح عوام کے ساتھ دیندار طبقے کو بھی حیران وششدر کر رکھا ہے، آج اُن کی اعلیٰ ترین سیاسی بصیرت اور جوڑ توڑ کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ عوام تو عوام خود ماہر سیاستدان بھی اُن کی اِس طرز سیاست پر حیران و پریشان اور یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ مولانا کی سیاست کے رنگ ڈھنگ اتنے انوکھے، نرالے اور عقل وخرد میں نہ آنے والے کیوں ہیں۔؟

اِس کا سیدھا سادا جواب یہ ہے کہ مولانا وطن عزیز کے ایک ایسے سیاست دان ہیں جن کا سیاسی اونٹ کبھی بھی، کہیں بھی، کسی بھی کروٹ بیٹھ سکتا ہے، آپ وثوق سے نہیں کہہ سکتے، وہ کب کس کے ساتھ ہیں اور کب کس کے خلاف، ایک بین الاقوامی نشریاتی ادارے نے مولانا کے اِس طرز عمل کی خوبصورت تصویر کشی کرتے ہوئے لکھا تھا کہ "مولانا فضل الرحمٰن سیاست کے مے خانے میں "رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت بھی نہ گئی" وہ آئیڈیل ازم اور عملی سیاسی تقاضوں کو نہ صرف خلط ملط نہیں ہونے دیتے بلکہ بے وقت کی راگنی پر بھی اپنا وقت ضایع نہیں کرتے، مولانا طالبان کے ہیرو بھی ہیں اور اینٹی طالبان لابی کے بھی آئیڈیل، وہ جب چاہیں امریکہ کے خلاف آگ لگا دیں اور جب چاہیں اس آگ پر ٹھنڈی بالٹی انڈیل سکتے ہیں..... فضل الرحمٰن جمعیت علمائے اسلام (ف) کے جھگھٹے میں ہوں تو ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ سے کم پر راضی نہیں ہوتے، باہر ہوں تو جنرل پرویز مشرف (اور اب آصف علی زرداری) کی اقتدار پسندی اور روشن خیالی کو بھی حرام نہیں کہتے، بس مکروہ سمجھتے ہیں، وہ فوجی سیٹ اپ کے یکسر مخالف بھی ہیں اور موجودہ سیٹ اپ (جنرل پرویز مشرف) میں وزیراعظم بننے کے خواہشمند بھی، مولانا فضل الرحمٰن واحد سیاستدان ہیں جو ایک ہی وقت میں پانچ مختلف رنگوں کی گیندیں ہوا میں اچھالنے کے ماہر ہیں اور اُن میں سے کسی کو بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے۔"

مولانا کا یہ بھی کمال ہے کہ وہ حکومت میں رہ کر اپوزیشن میں ہوتے ہیں اور کبھی اپوزیشن بنچوں پر بیٹھ کر وزارتوں کے مزے لوٹتے ہیں، اپنے اِس فن میں طاق ہونے کی وجہ سے آج وہ اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں، شاید اسی وجہ سے لوگ انہیں چکری ساستدان کہتے ہیں، جو دوسروں کو چکر دے کر اپنا مقصد حاصل کر لیتے ہیں، انہوں نے جنرل مشرف کیساتھ آٹھ سالہ دور میں اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کے مزے ایک ساتھ لینے کا نیا ریکارڈ قائم کیا، یہ کریڈٹ بھی صرف مولانا ہی کو جاتا ہے کہ انہوں نے ایل ایف او کو آئین کا حصہ بنانے کیلئے ایم ایم اے کو جنرل مشرف کی مدد کیلئے راضی کیا اور اس کے بدلے سرحد کی پوری اور بلوچستان کی آدھی حکومت حاصل کی اور خود قائد حزب اختلاف کی کرسی پر جا بیٹھے، یہ بھی انہی کا اعجاز ہے کہ اے پی ڈی ایم کے اجتماعی استعفوں کے باوجود مولانا نے سرحد اسمبلی نہیں ٹوٹنے دی اور انتخابی کالج برقرار رکھ کر مشرف کو صدر منتخب ہونے کا پورا پورا موقع فراہم کیا، جبکہ اُن کے ساتھی قاضی حسین احمد سمیت جے یو پی، مسلم لیگ (ن) کے قائدین لکیر پیٹتے ہی رہ گئے۔

دراصل مولانا سیاست کے کوچہ ملامت کے وہ مسافر ہیں جن کا قول و فعل، کردار و عمل اور شخصیت ہمیشہ متنازعہ اور ابن الوقتی کی مظہر رہی ہے ،سیاست کے اِس کوچہ ملامت میں مولانا کے قدم اگر ایک بار پھر لڑکھڑا گئے تو اِس میں حیران ہونے کی کونسی بات ہے، اِس کوچے میں تو بڑے بڑے صاحب کردار لوگوں کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں، ویسے ویسے بھی سیاستدان تو سیاستدان ہی ہوتا ہے، کبھی بھی گھاٹے کا سودا نہیں کرتا، مولانا فضل الرحمٰن تو سیاستدانوں کے اُس قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں جو ہار کر بھی جیت جانے اور فائدہ اٹھانے کا گُر خوب جانتے ہیں، اِس مقام پر ہم اِن حیران و ششدر سیاسی رہنماؤں کو وہ لمحہ یاد دلانا چاہتے ہیں جب مولانا فضل الرحمٰن نے امریکہ کو یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ پاکستان کی وزارت عظمٰی کے وہی سب سے اہم اور اہل امیدوار ہیں، گو یہ بیل منڈھے نہیں چڑھی لیکن اُس وقت ہی یہ بات کھل کر سامنے آگئی تھی کہ مولانا فضل الرحمٰن اپنے اقتدار اور مفادات کیلئے کچھ بھی کر سکتے ہیں، کہیں بھی جا سکتے ہیں اور کسی سے بھی مدد کے خواہاں ہو سکتے ہیں، چنانچہ ہم جنرل حمید گل، صاحبزادہ زبیر، منور حسن اور قاضی حسین احمد وغیرہ کو یہ بھی یاد دلانا چاہتے ہیں کہ مشرف دور کے یہ وہی درباری مولوی ہیں جو آج موجودہ حکومت کی جھولی میں بیٹھے اُس کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں، کل کسی اور کے ہاتھ مضبوط کرتے نظر آئیں گے، بدقسمتی سے یہی ہماری سیاست کا معیار ہے کہ اپنے موقف میں بنیادی تبدیلی کرنے کے باوجود بانگ دہل کہا جائے کہ ہم فلاں فلاں معاملے میں تو اب بھی اپنے اصولی موقف پر قائم ہیں، یہی وہ شرمناک طرز عمل اور کردار و عمل کی دورخی ہے، جس نے عوام کا سیاستدانوں پر سے اعتماد اٹھا دیا ہے اور آج لوگ کسی بھی سیاسی لیڈر پر بھروسہ کرنے کو تیار نہیں، لہٰذا اس تناظر میں ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ مولانا کے طرز عمل پر حیرت و استعجاب کا اظہار کرنے اور کف افسوس ملنے کے بجائے ایسی حکمت عملی مرتب کی جائے، جس میں کسی بھی ابن الوقت، کاسہ لیس اور مفاد عاجلہ کے رسیا سیاسی کردار کو فائدہ اٹھانے کا موقع نہ سکے، ہم یہاں یہ بات بھی واضح کرتے چلیں کہ ان تمام باتوں کو دہرانے کا مقصد کسی کی توہین و تنقیص یا کیچڑ اچھالنا نہیں، بلکہ دفاع پاکستان کونسل اور بالخصوص JUP کے قائدین کو وہ جھلک دکھانا مقصود ہے، جس کی روشنی میں مستقبل کی صورت گری آسان ہو سکے۔

☆☆☆☆☆

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کی مذہبی دھشت گردی

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کی انتظامیہ نے یونیورسٹی کے ہاسٹل کے سبزہ زار میں محفل میلاد النبی ﷺ منعقد کرنے پر مرزا عدنان بیگ سمیت تین طلباء کو چند جھوٹے اور خود ساختہ الزامات لگا کر کی تین سخت ترین سزائیں سنادی ہیں جن کا غیر اسلامی نوٹیفکیشن نمبر IIU\D.(Acad)-197\2012-267بتاریخ05-04-2012 بھی فوری طور پر جاری کردیا گیا ہے۔لگائے جانے والے الزامات میں سے جز نمبر (d) جس کو آپ نوٹیفکیشن میں انگلش عبارت میں بھی ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ترجمہ:,,ہاسٹل کے پرامن ماحول کو درہم برہم کیا گیا ہے،، محفل میلاد النبی ﷺ میں قرآن پاک،نعت رسول ﷺ،درود پاک ہی پڑھا جاتا اور سیرت طیبہ ہی بیان کی جاتی ہے۔افسوس صد افسوس تو کیا اب اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کے ذکر سے بھی ماحول درہم برہم ہونے لگا ہے(العیاذ باللہ) محفل میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کی وجہ سے غیر اسلامی نوٹیفکیشن کے مطابق درج ذیل سخت ترین سزائیں سنائی گئی ہیں جس کو آپ غیر اسلامی نوٹیفکیشن میں انگلش عبارت میں بھی ملاحظہ کرسکتے ہیں۔

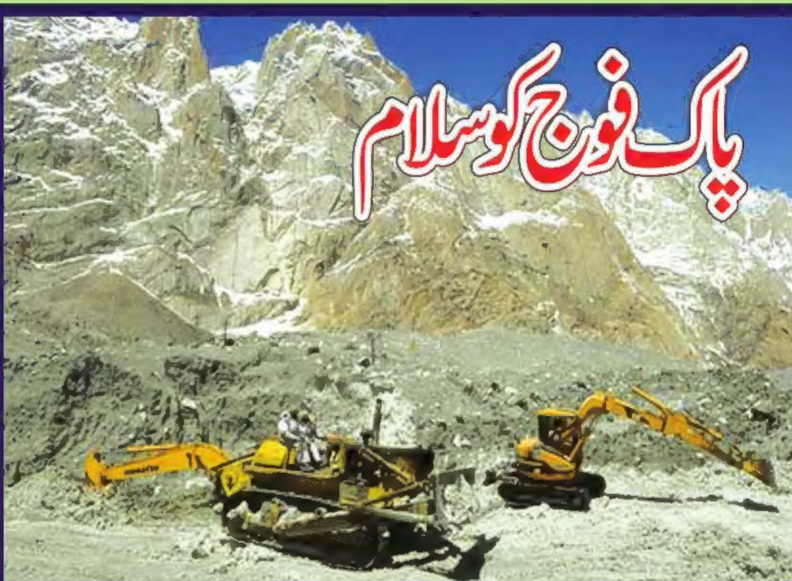
(۱) (محفل میلاد النبی ﷺ کرنے پر) فروری تا جون 2012 تک کے لئے یونیورسٹی سے فوری بیدخلی کا حکم (۲) ہاسٹل کی نشست بھی منسوخ کرنے کا حکم (۳) نقد جرمانہ 15000 ہزار فوری ادا کرنے کا حکم ہے۔ جب کہ اسی یونیورسٹی کے اسی ہاسٹل کے سبزہ زار میں دوسرے مسلک کی تنظیم کے......(۱) چار روزہ درس کے انعقاد (۲) سپورٹس فیسٹیول کے منعقد کرنے (لہوولعب وغیرہ) (۳) T20 میچ پروجیکٹر پر دکھائے جانے (۴) تنظیمی نغمے (جن سے فرقہ واریت کو ہوا ملے) (۵) لاؤڈ سپیکر کے بے جا استعمال پر اور دیگر کئی غیر اخلاقی سرگرمیوں پر آج تک بھی کوئی ایکشن نہیں لیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی پابندی اور کسی قسم کی سزا یا جرمانہ مذکورہ تنظیم پر عائد کیا گیا ہے جب کہ دوسری طرف محفل میلاد النبی ﷺ کرنے پر اتنی سزائیں، پابندیاں اور جرمانے وہ بھی سرکار دو عالم ﷺ کا ذکر خیر کرنے پر گویا کہ بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو کہ جس کی بنا پر ادارے سے بیدخل کردینا پابندی عائد کرنا اور جرمانے کی ادائیگی ......کیا یہ اسلام ہے اور وہ بھی ایسی یونیورسٹی سے جس کا نام ہو اسلامی جبکہ کام ہو غیر اسلامی (العیاذ باللہ) یہ تو خالصتاً نجدی ذہنیت کی عکاسی ہے جب کہ اتنا سخت ایکشن لینے کے باوجود بھی متاثرہ طلباء جو کہ درحقیقت عشاقان رسول ہیں۔ان کے حوصلے پست ہونے کی بجائے مزید بلند ہو گئے ہیں اور ان کی زبان پر بیساختہ یہ ورد جاری ہے اور ان کا عزم جواں یہی کہہ رہا ہے۔

؎ حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولی کی دھوم　　مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا　　دم میں جب تک دم رہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

ہم شیران اسلام پاکستان اور دیگر جملہ تنظیمات اہلسنت کی جانب سے یونیورسٹی انتظامیہ کی اس غیر قانونی، غیر اخلاقی، غیر اسلامی، ظالمانہ انتقامی کاروائی اور مذہبی دہشت گردی کی پرزور مذمت کرتے ہوئے غیر اسلامی نوٹیفکیشن کی فوری منسوخی کا مطالبہ کرتے ہیں اور یونیورسٹی انتظامیہ کو خبردار کرتے ہیں اگر اس غیر اسلامی نوٹیفکیشن کو فوری منسوخ نہ کیا گیا اور آئندہ مستقبل میں بھی اگر ایسی مذموم حرکت کا اعادہ کیا گیا تو یونیورسٹی کے ماحول اور حالات خراب ہونے کی تمام تر ذمہ داری یونیورسٹی انتظامیہ پر ہوگی۔وزارت مذہبی امور اور وزارت تعلیم سے بھی اس غیر اسلامی نوٹیفکیشن کے خلاف فوری ایکشن لینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔شیران اسلام پاکستان دینی تحریک وانجمن طلباء اسلام۔

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا　　پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے
تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں　　ہیں عجب کھانے اور غرانے والے
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے　　نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے　　یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر　　ذکر اونچا ہے تیرا بول ہے بالا تیرا

Monthly Mujjalah **AL-HAQIQA** May 2012 Reg.No. C.P.L.169



سیاہ چین گلیشیر گیاری سیکٹر میں برفانی تودہ گرنے سے 127 پاکستانی فوجیوں کی شہادت ایک بہت بڑا قومی المیہ ہے، جس میں سے ایک سپاہی کا تعلق شیران اسلام شکر گڑھ سے تھا، پاکستانی فوجیوں کی شہادت کے اس المناک واقع پر شیران اسلام ان کی بلندی درجات کے لیے دعا گو ہیں۔ اللہ کریم اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس حادثہ عظیمہ پر لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

پاک فوج زندہ باد   پاک آرمی پائندہ باد

مجلس شیرانِ اسلام پاکستان